من قتل مظلوما فقد جعلنا لولیه سلطانا

بعون اللہ الوہاب احسن ساعات کتاب ہدایت انتساب شرح ابیات ام الائمہ الاطیاب شفیعۂ روز جزا المکنیٰ بام ابیہا المدفونہ سراً المغصوبۃ جبراً بنت خیر الانبیا

سنہ ۱۹۱۷ء

مصایب زہرا

سنہ ۱۳۳۵ ہجری

از تالیفات معدن کمالات محقق والاشان عالی دودمان علامۃ النبیل المولی الجلیل البرہان القاطع والقاموس الجامع البری من الشین محمد اعجاز حسین صاحب دام فیوضہم

مطبع [illegible] لکھنؤ [illegible]

باراول ۵۰۰ قیمت ۸ علاوہ محصول ڈاک

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّھَا
پڑین مجھپر وہ مصیبتین کہ اگر وہ
صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا
پڑتین دنون پر تو ہوجاتین راتین

شعر مندرجہ عنوان کو ہم نے اپنی تحقیق مذہب کرتے ہوے خود اپنی آنکھ سے کتاب مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مین لکھا ہوا اس موقع پر دیکھا کہ بعد وفات جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ کے حضرت فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے پدر بزرگوار کی مفارقت مین اون کی قبر شریف پر جاکر بادل حزین و بجر درد پڑھا ہے۔" اس ایک ہی شعر نے ہمپر ایک پورے مرثیہ کی کیفیت طاری کردی اور اوس جوش عقیدت اور وفور محبت کے اعتبار سے جو اُن معصومہ معظمہ کے ساتھ ہم کو ہے (اور ہمارے خیال کے موافق ہر اہل ایمان کو ہونا چاہیے) صاف و صریح طور پر کہہ سکتے ہین کہ گو اہل السنن کتنی ہی لمبی چوڑی تقریرین کرین اور بڑی بڑی کتابین لکھین اور برعم خود اپنے آپ کو سچا اور پکا مسلمان جانین مگر اُن کے عقیدہ اور مذہب کے چہرے سے

یہ سیاہی کے دھبے کسی طرح چھوٹ نہین سکتے۔ ہم نے بذریعہ تحریر مورخہ ماہ اگست سنہ ۱۸۹۳ء بتوسط ملا یعقوب صاحب کے جو (اوس وقت سنی مذہب رکھتے تھے) جناب مولوی قاسم علی صاحب و مولوی محمد گل صاحب سے جو اس شہر مرادآباد مین مذہب اہلسنت کے صاحب افتا، اور علم و فضل مین مرجع خلائق ہین، اس شعر کے مطلب کو ان لفظون مین دریافت کیا تھا کہ "جناب فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا پر بعد وفات رسول صلعم بجز صدمۂ مفارقت اپنے پدر عالیقدر کے وہ اور کونسی مصیبتین تھین جو اُن معصومہ پر پڑین جنکا ذکر اس شعر مین ہی اور جسکو اُن مرحومہ نے باپ کی قبر شریف پر جاکر شکایتاً ایسے پُردرد الفاظ مین بیان کیا ہی جن کے سننے سے آج تیرہ سو برس کے بعد بھی اہل ایمان کا دل ہلتا اور کلیجہ پھٹتا ہے" براہ نوازش اُن مصائب کی تفصیل سے آگاہ و مطلع فرمائیے مگر شرط یہ ہے کہ جواب مین اسکے جو کچھ آپ لکھین وہ حلفاً ایمان و انصاف سے تحریر فرماین کیونکہ آپ عالم ہین اور مین جاہل۔ جو آپ فرمائین گے مین اُسپر یقین کرلون گا۔ اور بروز قیامت یہ تحریر آپ کی میرے لیے حجت ہوگی والسلام فقط۔

مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمین ان دونون حضرات مولوی صاحبان موصوف نے آج تک جسکو چار ماہ سے زیادہ عرصہ گذر چکا کوئی جواب نہین دیا اور عند التقاضہ ہمیشہ لیت و لعل کرتے رہے اور کہا تو یہ کہا کہ تم تو حلف سے جواب مانگتے ہو۔ ان تمام امور کے شاہد وہی ملا یعقوب ہین"

پس اب ہم اُن جویاے حق اور صاحبان تلاش کو دکھلاتے ہین جن کا یہ خیال ہے کہ سُنی سنائی باتون پر یقین نہ رکھنا چاہیے بلکہ حتی المقدور

ہر امر کا کھوج اور ہر بات کا پتہ صحیح اور ٹھیک طور سے لگانا چاہئے کہ
فی الواقع اور درحقیقت اصلیت کیا ہے" لہذا وہ مصائب
جو بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن مخدومۂ کونین کو
پیش آئے جنکا ذکر اور اظہار اس شعر مین نہایت درد و ملال سے
کیا گیا ہے بجز وہ ہین جنہین سنی وشیعہ کی کتابین پکار پکار کے کہہ رہی ہین ا
مین انکی تفصیل اپنی ذاتی تحقیق اور معلومات سے ذیل مین درج کرتا ہون
واللہ المستعان علی ما تصفون ؎

مین ہون۔ حق کا جویا۔ اور نجات کا طالب
محمد اعجاز حسین غفر اللہ ذنوبہ مرادابادی۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ع

اول مصیبت۔ صدمہ وفات جناب سرورکائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم"

شیخ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے علل الشرایع مین حضرت صادق علیہ السلام
سے روایت کی ہے کہ "بہت رونیوالے دنیا مین پانچ شخص تھے۔ آدم
اور یعقوب۔ اور یوسف۔ اور فاطمہ دختر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور علی ابن الحسین علیہم السلام" پس آدم مفارقت بہشت مین اتنا روئے
دونون رخسارون پر مثل دو گڑہے ہونکے نشان اثر گریہ سے پڑ گئے تھے
اور حضرت یعقوب مفارقت یوسف مین اسقدر روئے کہ نابینا ہو گئے جس پر
لوگون نے کہا آنسے کہ قسم خدا کی آپ برابر یوسف کو یاد کیا کرتے ہین یہانتک
کہ آپ اپنے کو مشقت عظیم مین ڈالینگے یا ہلاک ہونگے۔
لیکن یوسف مفارقت یعقوب پر اسقدر روئے کہ قیدخانہ کی اور قیدی انکی رونے
سے تنگ آگئے اور کہنے لگے کہ یا شب کو رویا کیجئے اور دن کو خاموش رہئے یا دن کو رویا کیجئے اور

شبکو خاموش رہی تاکہ ہمین آرام ہو - اونحضرت نی قیدیون سی صلح کرلی اور کہنا انکا مان لیاکہ ایکوقت روتے تھے اور ایک وقت خاموش رہتے تھے -

اور فاطمہ علیہا السلام المقدور دو تین غات پر اپنی پدر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے کہ اہل مدینہ شاکی ہوئی اور کہنے لگے کہ آپنے ہمین اپنے رونے سے بڑی تکلیف دی ہے پس وہ معصومہ مقبرہ شہدا سے اُحد مین جاکر جتنا چاہتی تہین رویا کرتی تہین اور شبکو مدینہ مین واپس اتی تہین "

اور علے بن الحسین ع مصیبت پر اپنے پدر بزرگوار کے تیس سال تک روئے اور بروایتے چالیس سال برابر روتے رہے اور کبھی کھانا آنحضرت کی سامنے نہیں رکھا گیا کہ نہ روئی ہون اور ہرگز پانی نہین پیتے تھے کہ نہ روتے ہون یہانتک کہ ایک غلام آزاد کردہ نے اُن حضرت سے عرض کیا کہ فدا ہوتمین آپ پر یا ابن رسول اللہ مین خوف کرتا ہون کہ آپ اپنے تئین روتے روتے ہلاک کرڈالین گے حضرت ع نے فرمایا کہ اپنی مصیبت اور اندوہ کی شکایت مین اپنے خدا سے کرتا ہون - اور مین وہ جانتا ہون خدا سے جو تم نہین جانتے ہو - مین کبھی یاد نہین کرتا ہون شہادت فرزندان فاطمہ ع کو مگر یہ کہ گریہ گلوگیر ہوتا ہے " از مجالس الابرار -

اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے کتاب امالی مین ابن معروف سے اسی طور پر روایت نقل کی ہے -

اور شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے کتاب امالی مین اپنی اسناد کے ساتھ عبد اللہ ابن عباس سے روایت

کی ہے کہ جب وقت وفات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آیا تو اسقدر روئے کہ آنسو آنحضرت کے ریش مبارک پر جاری ہوئے۔ لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ ص آپ کے رونے کا کیا سبب ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ مین روتا ہون اپنے فرزندون کے لیے کہ یہ اُمت جو انپر کرے گی اور گویا مین دیکھتا ہون کہ جو ستم فاطمہ پر ہون گے۔ اور وہ پکاریگی یا ابتاہ۔ یا ابتاہ اور کوئی شخص میری اُمت سے اعانت اسکی نکرے گا"۔ جب جناب فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا نے یہ سُنا رو دین۔ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہ رو اے بیٹی حضرت فاطمہ ع نے عرض کیا کہ مین اپنے مصائب پر جو آپ کے بعد پڑین گے نہین روتی ہون بلکہ آپ کی مفارقت پر روتی ہون۔ آنحضرت نے فرمایا کہ بشارت ہو تم کو اے دختر محمد کہ تم مجھ سے ملوگی بدرستی کہ تم اول اُس شخص کی ہوگی جو میرے اہلبیت مین سے مجھ سے ملیگا"۔

اور کتاب خرائج مین ہے جو حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام بعد اپنے پدر بزرگوار کے پچھتر دن زندہ رہین اور وہ معصومہ بسبب مفارقت پدر عالی قدر کے نہایت ملول رہتی تھین۔ اور جبرئیل ان معصومہ کو تسلی دیتے تھے اور اُنھین خوش و مسرور کرتے تھے حال ان کے پدر بزرگوار اور مکان سے آنجناب کے جو بہشت مین ہے اور خبر دیتے تھے اسکی جو فرزندون پر انکے واقع ہوگا بعد ان معصومہ کے۔ اور جناب امیر علیہ السلام ان واقعات کو تحریر کرتے تھے۔

ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے کتاب من لا یحضرہ الفقیہہ مین روایت کی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے دنیا سے رحلت فرمائی تو بلال مؤذن نے اذان کہنا موقوف کر دی اور کہا مین اذان کسی کے لیے بعد رسول خدا کے نکہونگا

ایک روز جناب سیدہ علیہا السلام نے فرمایا کہ میں چاہتی ہوں کہ آوازا اپنے پدر بزرگوار
کے موذن کی سنوں۔ جب یہ خبر بلال کو پہونچی تو انھوں نے اذان شروع کی
جب بلال نے کہا اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ فاطمہ علیہا السلام نے زمانہ اپنے پدر بزرگوار
کا یاد کیا اور ضبط گریہ نہ کر سکیں۔ جب بلال صاحب اشہد ان محمد الرسول اللہ پر
پہونچے تو جناب سیدہ علیہا السلام نے ایک نعرہ مارا اور منھ کے بل غش کھا کر
زمین پر گر پڑیں۔ لوگوں نے گمان کیا کہ وہ معصومہ دنیا سے رحلت کر گئیں
بلال سے کہا اذان کو ترک کرو دختر رسولؐ خدا نے دنیا سے رحلت فرمائی
بلال نے اذان کو ترک کر دیا اور تمام نہ کیا۔ جب حضرت فاطمہؑ کو ہوش آیا بلال
سے فرمایا کہ اذان کو تمام کریں۔ انھوں نے نہ مانا اور کہا کہ اے بہترین زنان میں
ڈرتا ہوں کہ جب آپ آواز میری اذان کی سنیں گی تو ہلاک ہو جائیں گی
جناب سیدہؑ نے بلال کو اذان کہنے سے معاف رکھا"
کتاب معانی الاخبار میں اپنی اسناد کے ساتھ حماد سے اس روایت
کی نقل کی ہے۔
مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ورقہ ابن عبداللہ ازدی نے روایت
کی ہے کہ ایک سال میں بہ امید حصول ثواب بقصد حج خانہ کعبہ میں گیا اثنائے طواف
میں میں نے ایک کنیز کو دیکھا کہ گندم گون اور صاحب حسن و جمال اور شیرین کلام
تھی۔ فصاحت کے ساتھ درگاہ خدا میں اسطرح دعا کر رہی تھی کہ "خداوندا!
اور اے پروردگار خانہ کعبہ کے جو واجب الاحترام ہے۔ اور اے پروردگار
ملائکہ کے جو حافظان کرام ہیں۔ اور اے پروردگار زمزم و مقام ابراہیم
علیہ السلام کے۔ اور اے ربّ ان مقامات متبرکہ کے جو عبادتگاہ خاص و عام
کے ہیں۔ اور اے پروردگار محمد صلے اللہ علیہ و آلہ کے جو بہترین خلق ہیں

اُنپر صلوٰۃ اللہ علیہا اور آپکی اولاد کرام پر۔ مین تجھ سے سوال کرتی ہون کہ تو مجھے محشور کر ساتھ اُن سادات طاہرین کے اور اُن کے فرزندون کے کہ عرصۂ محشر مین مُنھ اُنکے منور اور روشن ہونگے اور صاحبان یمن و برکت ہین۔ جانو اے جماعت حاجیان و عمرہ کنندگان۔ اور گواہ رہو کہ میرے موالی بہترین نیکوکار اور برگزیدہ ابرار کے ہین کہ مرتبہ ان کا مرتبہ جمیع حاجیان سے زیادہ بلند ہے اور اُن کے نیک ذکر کا شہرہ ہر شہر و دیار مین شہرت پائے ہوے ہی اور وہ لوگ صاحبان مجد و افتخار ہین۔

ورقہ بن عبداللہ نے کہا کہ اے جاریہ مین گمان کرتا ہون کہ تو دوستان و محبان اہلبیت علیہم السلام سے ہی؟۔ اُسنے کہا ہان۔ ورقہ نے پوچھا کہ تو کون ہے اور نام تیرا کیا ہے؟ اُسنے کہا کہ مین فضہ کنیزک حضرت فاطمہ زہرا دختر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہون۔ درود خدا کا اُنپر اور اُنکے باپ اور اُن کے شوہر اور اُن کے فرزندون پر ہو۔ مین نے کہا کہ مرحبا خوشا حال تیرا مین مشتاق تیرے کلام اور گفتار کا تھا۔ مین چاہتا ہون کہ اسوقت مین تم سے ایک سوال کرون اور تم اُسکا جواب دو جب تم طواف سے فارغ ہونا اور اپنے گھر کو واپس جانا تو غلہ بیچنے والون کی بازار مین ٹھر کر میرا انتظار کرنا تاکہ مین آجاؤن۔ اگر ایسا کروگی تو ماجور و مثاب ہوگی۔

ہم ایک دوسرے سے جدا ہو کر مشغول طواف ہوے بعد از فراغ طواف جب مین نے اپنے گھر واپس آنے کا ارادہ کیا بازار غلہ فروشان کی راہ سے گذر ہوا دیکھا کہ بی بی فضہ ایک گوشہ مین تنہا بیٹھی ہوئی ہین۔ مین اُن کے آگے گیا اور بطریق ہدیہ مین نے اُنھین کچھ دیا بہ نیت صدقہ۔ پھر مین نے کہا کہ اے فضہ خبر دو مجھے حال و سرگذشت سے میری مخدومہ فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے

اور جو حال اونکا تم نے دیکھا ہے اونکی وفات کے وقت بعد رحلت
پدر بزرگوار انکے ورقہ کہتا ہے کہ جب یہ بات فضہ نے سُنی
آنکھون مین آنسو بھر لائین اور زار زار رونے لگین اور فریاد و نوحہ
او رشیون دل پر درد سے کرنے لگین کہ اسے ورقہ ہیجان درسوزش
مین لے آئے تم اوس اندوہ و غم کو جو ساکن ہوا تھا اور بھڑکا یا تمنے
اوس آتش کو غمکی جو میرے سینہ مین پوشیدہ تھی - سُنو! ہمنے دیکھا ہے
اُن مخدومہ صلواۃ اللہ علیہا کو - اور قصہ پُردرد والم اور سانحہ پُرغم یہ ہے
کہ جب جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کے فانی سے عالم جاودانی
کو انتقال کر گئے تو سب چھوٹے بڑے اہلبیت مفارقت پر اُن جناب کے
محزون و مغموم ہوے اور آنحضرتؐ پر گریۂ و زاری بہت ہوئی اور
صبر اُن حضرت پر کم ہوا اور مصیبت عظیم ہوئی آنحضرت کے انتقال
سے اُن کے اقربا اور دوستون پر - اور ہر عزیز - و قریب پر - اور مین نے
کسی کو نہین دیکھا کہ وہ گریۂ و زاری اور نالہ و بے قراری نہ کرتا ہو مگر نالہ
و زاری میری خاتون فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا کی تمام اہل زمین و آسمان
سے زیادہ تھی اور غم و اندوہ اُن مخدومہ کا ہر روز زیادہ ہوتا تھا - اور سات
دن تک گھر مین بیٹھی رہین اور فریاد و نالہ اون کو آرام نہ دیتا تھا اور گریۂ
و زاری ان کی کم نہوتی تھی اور روز روز گریہ ان کا زیادہ ہوتا تھا جب
آٹھوان روز ہوا غم و اندوہ جو اُن معصومہ کے سینہ مین پنہان تھا اُس نے
ظہور کیا اور طاقت صبر جاتی رہی ناگاہ بیتابانہ شب کے وقت مین گھر سے
باہر آئین اور ہائے ہائے کے نعرے مار کر روئین اور صدائے نوحہ بلند کی - انکی
گفتار سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا جناب رسولخداؐ کلام فرماتے ہین اُس وقت

تمام خورد و کلان عورتین اور بچے اپنے اپنے گھرون سے باہر نکلکر اُن معصومہ کے پاس جمع ہوے اور آواز گریہ و زاری بلند کی - اور ہر طرف سے لوگ جمع ہوئے اور چراغ راہون کے گُل کر دیے تاکہ نامحرمون کی نگاہ عورتون کے چہرون پر نہ پڑے - اور عورتون نے یہہ گمان کیا کہ جناب خاتم الانبیاء مرقد شریف سے باہر آئے ہین - اور اِس ماجرے کے ظاہر ہونے سے مردون کو کمال حیرت اور نہایت خوف و دہشت لاحق ہوی - اور جناب فاطمہ ع روتی تھین اور فریاد کرتی تھین یعنی اے پدر بزرگوار - اور اے برگزیدہ خداوند عالم کے - اور اے محمد مصطفےٰ! - اے ابو القاسم اے پالنے والے بیوہ عورتون کے - اور اے باپ یتیمون کے - کون ہے قبلہ اور مصلّے کے لئے کہ آپ سے بہتر نماز گزار ہو اور کون ہے دلداری کرنیوالا آپ کی عاشق بیٹی کا - کہ وہ آپ پر مثل عورت پسر مردہ کے رو رہی ہے ؛ پس اپنے پدر بزرگوار کے روضہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئین اور غایت اضطراب کے سبب پائے مبارک اُن معصومہ کے دامن مین اُلجھے جاتے تھے اور کثرت اشکباری سے کوئی چیز نظر نہ آتی تھی یہان تک کہ اسی حال سے قبر منورہ کے پاس پہونچین جب نظر ان کی حجرہ رسالتمآب پر پڑی اور گلدستہ اذان کو دیکھا آہستہ آہستہ قدم اُٹھانا شروع کیا اور اس قدر گریہ و زاری کی کہ غش اُن معصومہ پر طاری ہو گیا - عورتون نے بہت جلد پانی لاکر سینہ اور روئے مبارک پر چھڑکا جب غش سے افاقہ ہوا اُٹھین اور فرمایا کہ طاقت و قوت میری زائل ہو گئی اور اس حال سے دشمن خوش ہوے اور شماتت کی اور میرا غم جو دل مین میرے ہے وہ قاتل میرا ہو گیا - اے بابا آپکی رحلت کے بعد مین تنہا و پریشان اور حیران و بیہوش باقی رہگئی اور آپ کی مفارقت سے

میری آواز پڑ گئی اور ضعیف ہو گئی اور کمر میری شکستہ اور میری زندگی خراب ہو گئی اور زمانہ میری نظر مین تاریک ہو گیا۔ اے بابا آپ کے بعد مین کسی کو نہین پاتی کہ میری وحشت اور تنہائی کا مونس ہو اور میری دلداری میری مصیبت مین کرے۔ اور اے بابا کوئی نہین ہے کہ میرے آنسوؤن کو آنکھون سے پاک کرے اور غمخواری کی راہ سے مجھے رونے کو منع کرے اور میری نصرت و مدد کرے میرے ضعف مین۔ بعد آپ کے جاتا رہا احکام قرآن کا آنا اور اُترنا جبرئیل و میکائیل کا۔ اے بابا مجھسے آپ کے خویش واقربا پھر گئے اور خوشی و سرور کا دروازہ مجھپر بند ہو گیا۔ مین آپ کے بعد دنیا سے بیزار ہون اور جب تک کہ سانس میرے سینہ مین آتی جاتی ہے تب تک مین آپ کو روتی رہون گی اور جبتک جیتی ہون میرا شوق آپ کی طرف اور غم و اندوہ میرا آپ کے زائل و برطرف ہو گا۔

ان معصومہ نے ایک فریاد کا نعرہ مارا اور کہا کہ اے بابا۔ اور اے دل و جان میرے۔ اور یہہ چند شعر انشاء کیے کہ مضمون ان کا یہہ ہے کہ "حزن میرا آپ پر ہر دم تازہ رہے اور دل میرا واللہ بہت مشتاق و آمادہ ہے ملاقات کو آپ کی اور اندوہ میرا ہر روز زیادہ ہو گا اور غم آپ کا مجھسے دفع ہو گا اور میری مصیبت بہت بڑی مصیبت ہے صبر مجکو جاتا رہا۔ اور غم و اندوہ ہر طرف سے مجھپر ٹوٹ پڑا۔ قسم خدا کی جو دل آپ کی مصیبت مین صبر کرے بتحقیق کہ وہ نہایت سخت ہے پھر فریاد وا ابتاہ کی کرنے لگین اور فرمایا کہ آپ کے انتقال سے دنیا اور اس کی روشنیان سب منقطع ہو گئین اور دنیا کی تازگی کہ آپ کی وجہ سے تھی وہ برطرف ہو گئی۔ اور سیاہ و تیرہ و تار ہو گیا روز روشن اُسکا۔ اور تمام راتین تیرہ و تار ہو گئین اے بابا برابر آپ کی مفارقت پر تاسف کرتی ہونگی

یہانتک کہ آپ سے ملاقات کرون اور آپ کے درد فراق مین میری آنکھون
سے نیند جاتی رہی۔ اور جب آپ دنیا سے گئے بیوہ زنون اور مسکینون کی
پرورش کون کرے گا۔ اور اُن کی ہدایت کون کرے گا کون ان سے شفقت
پیش آئے گا تا روز قیامت تک اے بابا آپ کے بعد ہم ضعیف و حقیر ہو گئے
اے بابا آپ کے بعد ہم سے لوگون نے مُنھ پھیر لئے اور آپ کی زندگی مین
ہم خلائق کے نزدیک معظم و مکرم تھے بعد آپ کے ضعیف ہو گئے۔ کون
ایسا آنسو ہے کہ آپ کے فراق مین جاری نہو اور کونسا غم و اندوہ ہے کہ بعد
آپ کے منقطع ہو جائے اور کون سی آنکھ ہے کہ اُس مین بعد آپ کے سُرمہ
نیند کا لگایا جائے اور اے بابا آپ دین اسلام کی بہار اور تر و تازگی تھے اور
روشنی و نور پیغمبرون کے تھے کیون نہ پہاڑ خاشع ہوئے اور کیون نہ دریا خشک
ہوئے اور کیون نہ زلزلہ زمین پر آئے۔ اے بابا مجھکو بہت صدمہ ہوا اور یہ مصیبت
میری عظیم ترین مصائب سے ہے اور شدید ترین حوادث ہے کہ جن مین ہوش اڑ جاتے
ہین۔ اے بابا آپ کے غم مین ملائکہ ملاء اعلیٰ روئے اور اے بابا آپ کے غم مین
افلاک ساکن ہوئے۔ اور منبر آپکا بغیر آپ کے وحشتناک ہوا اور محراب آپکی اپکی
عبادات و مناجات سے خالی ہے۔ اور قبر آپ کی بسبب آپ کے آنیکے
مسرور اور خوشحال ہے۔ اور جنت آپ کی طرف اور آپ کی نماز و دعا کی طرف
مشتاق ہے۔ اے بابا آپ کے مکان تیرہ و تاریک ہو گئے۔ وائے حسرت
و افسوس کہ مین بہت جلد آپ سے ملاقات کرونگی۔ اور گرفتار مصیبت
و اندوہ ہوئے ابوالحسن کہ وہ باپ ہین آپ کے دونون فرزندون حسنؑ و حسینؑ
کے۔ اور آپ کے بھائی اور دوست و حبیب ہین۔ اور وہ شخص ہین کہ کم
سنی مین آپ نے اُنکی پرورش فرمائی اور بڑے ہونے کے بعد آپنے

انھین بھائی کہا۔ اور تمام احباب و اصحاب سابقین مہاجرین و انصار سے مرتبہ اُنکا اپکے نزدیک زیادہ ہے۔ غم مفارقت مین آپکے میرے شامل حال ہین اور گریہ وزاری سبب ہلاکت ہی میری۔ اور رنج و ملال مجھے لازم ہو گیا ہی کہ ہرگز جدا نہین ہوتا۔

پس بعد ان کلمات جانسوز کے ایک آہ دل پر درد سے کھینچی اور ایک نعرہ مارا کہ قریب تھا طائر روح مبارک قفس تن ناتوان سے پرواز کر جائے پھر یہ اشعار انشا کیے کہ حاصل مضمون اُنکا یہ ہی کہ دو قلیل ہوا صبر میرا اور شکیبائی نے مجھ سے کنارہ کشی کی بعد گم ہونے خاتم الانبیا کے۔ اے آنکھ اشکبار رہ۔ وائے ہو تجھپر کہ تو اشک ریزی مین بخل کرتی ہے۔ اے رسول خدا اے برگزیدہ خدا اور اے پناہ یتیمون و ضعیفون کے۔ روتے آپ پر پہاڑ اور جانوران چرندہ پرندہ۔ اور زمین و آسمان اور کوہ و صحرا اور رکن و مشعر۔ اور بطحا و حجر اسود۔ اور منبر و قرآن ہر صبح و شام کو میرے ساتھ شریک گریہ ہین۔ اور اسلام گریان بعد آپکے غریب و بیکس ہو کر آپ پر گریہ و زاری کرتا ہے آپ کیا نہین دیکھتے ہین کہ منبر جسپر آپ تشریف لیجاتے تھے تاریکی نے اُسے ڈھانپ لیا ہے قبل اسکے کہ آپکے نور جمال سے روشن و منور تھا۔ خداوندا تعجیل کر میری موت مین کہ مین زندگی سے تنگ ہو گئی ہون۔ بعد اسکے وہ مخدومہ عالم دوجہان اپنے مکان پر تشریف لائین اور گریہ و زاری و نالہ و بیقراری شروع کی اور شب و روز مین کوئی وقت نہ تھا کہ وہ معصومہ آہ و زاری سے آرام کرین اور اشکباری سے باز رہین۔

اس حال کو مشاہدہ کرکے شیوخ مدینہ مجتمع ہو کر خدمت حضرت امیر المومنین علیہ السلام مین آئے اور عرض کی کہ اے ابوالحسن جناب فاطمہ علیہا السلام شب و روز رویا کرتی ہین اور

ایک ساعت بھی گریہ سے باز نہین رہتین ہین باعث سے ہماری نیند اُڑ گئی ہے اور دن مین ہمین قرار نہین آتا کہ ہم طلب معاش کرین - لہذا آپ سے التماس کرین کہ یا شب کو رویا کرین اور دن کو خاموش رہین - اور یا دن کو روئین شب کو خاموش رہین حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ اچھا مین نے قبول کیا - بعد ازان جناب فاطمہ کے پاس تشریف لائے دیکھا کہ ایک ساعت رونے سے افاقہ نہین ہوتا اور کسیکا تسلی و تسکین دینا فائدہ نہین کرتا -

جب حضرت فاطمہ نے اُن جناب کو دیکھا کچھ خاموش ہوئین تب اُن جناب نے اُن مغموم و محزون سے فرمایا کہ اے دختر رسول خدا شیوخ مدینہ نے میرے پاس آکر سوال کیا ہے کہ مین تم سے التماس کرون کہ آپ اپنے پدر بزرگوار کو یا شب کو رویا کرین یا دن کو -

جب اُن معصومہ نے یہ کلام حضرت امیر علیہ السلام سے سنا - فرمایا کہ اے ابوالحسن کیون تنگ ہین میری گریہ و بکا سے - حالانکہ بہت تھوڑی ہے زندگانی میری اُنکے درمیان مین - اور میری جدائی اُن سے نہایت قریب ہے - قسم خدا کی کہ مین روز و شب رونے سے چپ نہونگی اور نالہ و زاری سے قرار نہ لونگی جب تک کہ مین اپنے باپ سے ملحق نہون -

حضرت امیرؑ نے فرمایا جو تمھاری رائے ہو اُسے عمل مین لاؤن - بعد ازان اُن معصومہ کے رونے کے لیے مدینہ کے باہر بقیع مین ایک گھر بنوایا تھا اور نام اُسکا بیت الاحزان رکھا تھا - جب وہ گھر بنگیا معمول اُن معصومہ کا یہ تھا کہ جب صبح ہوئی حسنینؑ کو ہمراہ لیکر روتی ہوئی مدینہ سے باہر جاتی تھین اور مقابر شہدائے احد پر بیٹھکر تمام دن رویا کرتی تھین جب شام ہوتی تھی امیر المومنین تشریف لیجاتے تھے اور اُن معصومہ کو اپنے ہمراہ گھر پر لے آتے تھے - یہی حال رہا کہ وفات رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

ستائیس روز گذرے اور ان معصومہ کو مرض الموت عارض ہوا۔ اور چالیس روز تک
بعد وفات رسولؐ خدا کے زندہ رہیں چالیسویں دن اُن حضرت کے امیر المومنین
علیہ السلام نماز ظہر سے فراغت پاکر دولتسرا پر تشریف لائے تھے تو دیکھا چند
کنیزیں گریہ و نالاں نوحہ کرتی ہوئی چلی آتی ہیں جناب امیرؑ نے پوچھا کیوں روتی ہو
کیا خبر ہے دختر رسولؐ خدا کی ؟ اور کیا بات ہے کہ چہرہ تمہارا متغیر ہے۔ اُنھوں نے
کہا کہ یا امیر المومنینؑ بہت جلد خبر لیجیے اپنی دختر عم فاطمہ زہراؑ کی۔ اور ہمیں گمان
نہیں ہے کہ آپ اُنھیں زندہ پائیں حضرت امیر المومنینؑ یہ خبر جانسوز سنکر
بہت جلد داخل خانہ فاطمہؑ ہوئے۔ ناگاہ اُن معصومہ کو دیکھا کہ ایک فرش پر
لباس سفید کہ مصر کے کپڑوں سے ہے پہنے ہوئے ہیں اور سکرات موت کی بیقراری
سے داہنا ہاتھ کھینچ لیتی ہیں اور بایاں ہاتھ پھیلا دیتی ہیں اور بار بار کروٹیں
بدلتی ہیں۔ جناب امیرؑ نے جب یہ حال دیکھا تو ردا دوش مبارک سے اُتار کر
پھینکدی اور عمامہ سر سے اُتار ڈالا۔ اور گھنڈیاں قبا کی کھولکر سرہانے اُن
معصومہ کے تشریف لائے اور سر مبارک اُن معظمہ کا گود میں لیا اور پکارا زہراؑ
اُن معصومہ نے جواب نہ دیا۔ دوبارہ حضرت نے بآواز بلند پکارا اے دختر محمد مصطفیٰ
ابکی بار بھی جواب نہ سنا۔ پھر پکارا۔ اے بیٹی اُسکی جو زکوٰۃ اپنے گوشہ چادر میں باندھکر
غربا و مساکین کو پہونچاتے تھے۔ اُن معصومہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر پکارا
اے بیٹی اُسکی جسنے بالائے آسمان جماعت ملائکہ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی
پھر جواب نہ سنا۔ پھر پکارا اے فاطمہ میں ہوں پسر عم تمہارا علی ابن ابی طالب
مجھ سے کلام کرو۔" راوی کہتا ہے کہ جب جناب سیدہ علیہا السلام نے یہ کلام
سنا آنکھیں کھولیں اور چہرہ مبارک اُن حضرت کا دیکھا اور زار زار روئیں۔
اور وہ حضرت بھی روئے۔ پھر امیر المومنینؑ نے پوچھا کہ اے فاطمہؑ کیا حال ہے۔

کہ کسطرح کا اضطراب و بیقراری ہے تم اپنا حال مجھ سے بیان کرو اور جو بیکھنی
ہو وہ کہو کہ میں ہوں پسر عم تمھارا علیؑ"۔ جناب فاطمہ نے فرمایا کہ اے
پسر عم آثار موت میں اپنے میں دیکھتی ہوں اور موت ایسی چیز ہے کہ کسی کو
اس سے چارہ نہیں جتنے ذی حیات ہیں اُن سب کو موت آنے والی ہے
اور میں اس امر سے خوب واقف ہوں کہ تم بعد میرے قلت ازواج پر صبر نہ
کر سکوگے۔ پس اگر تم کسی عورت سے تزویج کرو تو ایک شب و روز اسکے ساتھ
بسر کرنا۔ اور ایک شب و روز میری اولاد کے ساتھ رہنا۔ اور اسے ابوالحسنؑ بعد میرے
حسنؑ و حسینؑ سے بآواز بلند نہ بولنا کیونکہ وہ یتیم ہو جائینگے اور شکستہ خاطر
اور غریب ہونگے بعد میرے۔ اور ابھی کل کے دن اُنکے جد امجد کا ساتھ اُنکے
سروں سے اُٹھ گیا ہے اور آج کے دن یہ دونوں اپنی ماں کے مرنے سے
محزون ہونگے پس وائے ہو اس امت جفا کار پر کہ انھیں قتل کرینگے اور انسے
بغض رکھیں گے۔ بعد ازاں چند شعر انشا کیے اُن معصومہ نے جنکا حاصل
یہ ہے کہ وا اسے بہترین ہدایت کرنے والے اگر آپ روئیں تو مجھے رو دیجئے گا۔ آج
کے دن آنسو بہاؤ کہ یہ دن فراق کا ہے۔ اے ہمنشین بتولؑ کے میں تمکو وصیت
کرتی ہوں اپنے فرزندوں کے بارے میں کہ وہ بعد میرے میری ملاقات کیلیے
مشتاق ہوں گے اور بیقرار ہونگے۔ رو و مجھپر اور میرے فرزند دلبر اور فراموش
نکرنا شہید دشت کربلا کو اور میرے بچوں کو تسلی دینا کہ مجھ سے جدا ہوتے ہیں
اور کل کے دن یتیم ہو جائیں گے ان کو خدا کے سپرد کرتی ہوں اور آج
فراق کا روز ہے"۔ راوی کہتا ہے کہ اُسوقت امیرالمومنینؑ نے پوچھا
اے دختر رسول خدا تم کو اپنے مرنے کی خبر کہاں سے ملی حالانکہ بعد
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلہ وحی ہمسے منقطع ہو گیا ہے؟

جناب فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا کہ اے ابوالحسن اسوقت میری آنکھ لگ گئی تھی
مین نے اپنے حبیب اور اپنے باپ رسولخدا کو خواب مین دیکھا کہ ایک قصر مین
جو مروارید سفید کا ہے تشریف رکھتے ہین جب نظر مبارک اُن کی مجھپر پڑی فرمایا
کہ اے دختر میرے پاس آؤ کہ مین تمھارا بہت مشتاق ہون۔ مین نے عرض کیا
کہ قسم خدا کی مجھے آپ سے بھی زیادہ اشتیاق ہے آپکے دیدار کا۔ حضرت نے مجھسے
فرمایا کہ آج کی شب تم میرے پاس ہوگی۔ اور وہ جناب اپنے وعدے کے صادق
اور قول کے پورا کرنے والے ہین۔ اس سبب سے اپنی موت کا مجھے یقین حاصل ہوا
اے ابن عم جب آپ مجھپر سورۂ یسین پڑھین تو آپ معلوم کرلین کہ مین نے
انتقال کیا۔ اُسوقت تمکو چاہیے کہ مجھے خود غسل دینا اور غسل دینے کے وقت
لباس میرا بدن سے نہ اُتارنا کہ مین دنیا سے پاک و پاکیزہ جاتی ہون۔ اور
میرے جنازہ پر نماز پڑھیے گا ہمراہ میرے عزیزون اور قریبون کے حسب مراتب
قرب و بُعد کے۔ اور مجھے شب کے وقت قبر مین دفن کرنا۔ جناب امیر‌ؑ نے فرمایا
کہ قسم خدا کی مین خود انکے امر کا متکفل ہوا اور اُن کو غسل دیا اور بدن ان کا
مین نے نہین کھولا قسم خدا کی وہ پاک و پاکیزہ تھین اور اس کافور سے جو رسولخدا‌ؐ
کے لیے بہشت سے لایا گیا تھا اور اُن کے حنوط سے بچ رہا تھا اُس سے
مین نے حنوط کیا اور پارچہ ہاے کفن مین اُنھین لپیٹا۔ اور جب مین نے چاہا کہ
انھین چادر مین سر تا سر لپیٹون اُسوقت مین نے آواز دی کہ اے ام کلثوم۔ اے
زینب۔ اے فضہ۔ اے سکینہ۔ اے حسن۔ اے حسین آؤ اور اپنی ماں کا آخری دیدار
دیکھلو کہ یہ وقت آخری ہے اسکے بعد ملاقات نہوگی مگر بہشت مین۔
حسنین‌ؑ نے آواز اپنے پدر بزرگوار کی سنی تو بے اختیار چیختے ہوے اپنی
مادر گرامی کیطرف دوڑے اور فریاد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ واے حسرت

وافسوس کہ آتش فراق ہمارے جد امجد رسول خداؐ اور ہماری مادر گرامی فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا کی کبھی نہ بجھے گی۔ اے مادر غمدیدہ جب آپ خدمت مین ہمارے جد بزرگوار کے پہونچین تو ہماری جانب سے سلام پہونچائیے گا اور کہیے گا کہ اے جد بزرگوار ہم آپکے بعد دنیا مین بیکس و یتیم ہوگئے حضرت امیرؑ فرماتے ہین کہ مین خدا کو گواہ کرکے کہتا ہون کہ جب حسنینؑ نے یہ کلمات جانسوز ان کی نعش مطہر کے پاس کہے فاطمہؑ نے ایک آہ سرد سینہ پردرد سے کھینچی اور بکمال شوق دونون ہاتھ اپنے کفن سے نکالکر اپنے فرزندونکی جانب پھیلاے اور دونوں کو دیر تک لپٹائے رہین اسوقت ہاتف نے آسمان سے ندا کی کہ اے ابوالحسنؑ انھین فاطمہؑ سے جدا کرو۔ قسم خدا کی کہ ان کے رونے سے ملائکہ آسمان رونے لگے اور دوست اپنے دوست کا مشتاق ہے۔ جناب امیرالمومنینؑ ارشاد فرماتے ہین کہ مین نے دونون فرزندون کو سینہ مبارک حضرت فاطمہؑ سے جدا کیا اور بند کفن باندھ دیے اور یہ اشعار پڑھے حاصل مضمون انکا یہ ہی۔ کہ فراق تمھارا اے فاطمہؑ امر عظیم ہے اور تمھارا غم ہوتا شدید میری مصیبت ہی۔ مین گریہ و زاری کرتا ہون از روے حسرت کے اور نوحہ کرتا ہون از روے اندوہ کے اس دوست پر کہ جسنے دوست کی راہ لی ہے اے آنکھ میری اشکباری مین بخل نہ کر اور اے آنکھ میری رونے مین کمی نہ کر بس میرا رنج برابر رہیگا اور گریہ میرا میرے حبیب پر ہمیشہ رہیگا بعد اسکے امیرالمومنین علیہ السلام نے بدن مبارک جناب سیدہؑ کا اپنے ہاتھ پر رکھ اٹھایا۔

کافی مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ جناب فاطمہؑ بعد اپنے پدر بزرگوار کے پچھتر روز زندہ رہین اور اس مدت مین

کسی نے اُن معصومہؑ کو شادان وخندان نہین پایا۔ اور ہفتہ مین دو بار شہدائے احد کے قبور کی زیارت کو جایا کرتی تھین روز دوشنبہ اور پنجشنبہ مین اور فرماتی تھین کہ اس جگہ رسولخداؐ تھے اور اس جگہ مشرکین۔"

اور بروایت ابان حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ وہ معصومہ قبور شہدائے اُحد پر نماز پڑھتی تھین اور دعا فرماتی تھین اور اسیطرح اپنی وفات تک کیاکین۔"

کتاب مذکور مین ہشام نے بھی مثل اسی کے روایت کی ہے۔" اور اسی کتاب مین حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب سیدہؑ پر بعد ان کے پدر بزرگوار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے ظلم کیا گیا تو وہ معصومہ اپنے پدر عالیقدر کی قبر پر تشریف لائین اور اپنے ظلم کی شکایت کی اور چند شعر پڑھے کہ حاصل الحکایہ ہی کہ وہ اے بابا آپکے بعد بہت سے فتنے اور فساد برپا ہوے۔ اور آوازین بلند ہوئین اگر آپ زندہ ہوتے تو یہ کچھ نہوتا آپ کے انتقال کر جانے سے ہم مثل اُس زمین کے ہو گئے جسپر پانی نہین برستا۔ اور اے بابا آپ کی قوم مین خلل واقع ہوا پس آپ ان کے حال سے مطلع ہو جیے۔"

کتاب اقبال الاعمال مین کتاب التعریف المولد شریف سے نقل کیا ہی کہ وفات حضرت فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا کی تیسری تاریخ جمادی الثانی کو واقع ہوئی۔ اور کتاب مناقب مین مروی ہی کہ حضرت فاطمہؑ نے بعد وفات اپنے پدر بزرگوار کے چند شعر پڑھے کہ حاصل مضمون اُن کا یہ ہی کہ وہ ہم بسبب مفارقت اُن جناب کے مصیبت زدہ ہو گئے ہین کہ وہ جناب پاکیزہ خلقت اور صاف طبیعت اور عالی نسب تھے۔" اور بعد اسکے بطریق التفات خطاب اُن جنابؐ سے فرمایا کہ وہ اے بابا آپ مثل شب چاردہ کے تھے اور

تمام عالم آپکے باعث سے روشن اور منور تھا اور آپ پر نازل ہوتے تھے خدا کی جانب سے جبرئیلؑ اور کتابین اور روح القدس ہماری زیارت کو آتے تھے پس آپ ہمسے غائب ہوگئے اور تمام نیکیان پوشیدہ ہوگئیں کاش مین آپسے پیشتر مرجاتی ۔ جب آپنے انتقال فرمایا ہمارے اور آپ کے درمیان پردہ حائل ہوا اور مجھپروہ مصیبت پڑی ہے کہ کسے مصیبت زدہ پر عرب اور عجم سے ایسی مصیبت نہین پڑی وہ شہر جو وسیع و فراخ تھے ہمپر تنگ ہوگئے ۔ اور دونون نواسے آپکے حسنؑ و حسینؑ گرفتار ذلت و خواری ہوے اور قسم خدا کی کہ آپ بہترین خلائق تھے اور سب لوگون سے زیادہ سچے تھے ۔ اور ہم جب تک کہ جیتے ہین اور باقی رہین گے ہماری آنکھیں آپکو روتی رہین گی ،،

اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہو کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمائی تو جناب فاطمہ علیہا السلام کو ہرگز کبھی ہنستے ہوے نہین دیکھا جب تک کہ دنیا سے رحلت فرمائی ،،

مصیبت دوم غصب خلافت ہی ،، چنانچہ عیاشی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہی کہ ،، ام سلمہ رضی اللہ عنہا حالت مرض جناب فاطمہ علیہا السلام مین ان معصومہ کی عیادت کو گئین ۔ اور پوچھا کہ کس طرح صبح کی آپ نے اے دختر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان معصومہ نے جواب دیا کہ صبح کی مین نے اس حال مین کہ میرا دل درد والم سے مجروح اور اندوہناک وغمناک ہے مفارقت نبیؐ مختار اور مظلومیت حیدر کرار سے ۔ بخدا کہ دریدہ ہوا پردہ حرمت رسول خداؐ کا

اور غصب کیا گیا منصب امامت وصی رسول خداؐ کا۔ برخلاف کیا گیا حکم قرآن
اور حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اور اس فتنہ کا سبب وہ برائی کینے تھے
جو جنگ بدر اور احد سے سینہ منافقین میں بھرے ہوئے تھے اور حضرت کے
زمانہ میں نفاق کی راہ سے انھیں چھپا رکھا تھا اور فرصت کے منتظر تھے جب
فرصت پائی تو مجھپر محنت اور رنج کا منہ برسایا اور کمان کفر سے ظلم کے تیر میری
طرف پھینکے"

شیخ ابن بابویہ علیہ الرحمہ کتاب معانی الاخبار میں فاطمہ نوقرہ امام حسینؑ سے روایت
کرتے ہین جب مرض جناب سیدہ علیہا السلام کا شدید ہوا تو زنان مہاجرین وانصاران
معصومہ کے پاس جمع ہوئیں اور کہنے لگین کہ آپنے کسطرح صبح کی اے دختر رسول صلعم
جناب فاطمہؑ نے جواب مین کہا کہ واللہ صبح کی مین نے درحالیکہ تمھاری دنیا سے
کنارہ ہون۔ اور دشمن وبیزار ہون تمھارے مردون سے مین نے ترک کیا اونھیں
قبل اسکے کہ ان کی آزمائش کرون اور انکے امتحان کے لئے بن دندان سے انھین
بلاؤن اور بیزار ہوئی مین اُنسے بعد امتحان کے۔ اور دریافت ومشاہدہ کرلینے
انکی خصلتون اور اطوار کے۔ پس برا حال ہو دم شمشیر کا انکی کہ ہماری مدد مین کند
ہوگئین۔ اور برا حال ہو انکے نیزون کا کہ وہ بھی سست ہوگئے ہماری مدد مین اور
برا حال ہو اضطراب رائے کا انکی کہ ہماری اعانت نہ کی۔ اور برا ہے وہ جو
انکے نفس امارہ نے ان کے لئے آگے انکے بھیجا بدرستیکہ غضب خدا اُنپر ہی
اور وہ ہمیشہ عذاب الہی مین رہین گے۔ اور قسم خدا کی کہ زر و مال غصب
خلافت کا انکی گردنون مین مثل گلو بند کے بند ہے گا اور عار وننگ غصب
خلافت انھین ہر جانب سے گھیرے گی پس انکی ناکین کٹی رہین اور نہ کھین
خدا کی رحمت سے دوری اور ہلاک نصیب رہے اور وائے ہو انپر

کہ کتنا دور ڈالا خلافت کو اُنھون نے اُن لوگون سے کہ کوہ ہاے استوار رسالت اور
اساس نبوت کے ہین اور وحی کے اُترنے کی جگہہ ہین اور اُمور دنیا و دین
کے ماہر ہین۔ جانو کہ یہی نقصان اور زیان کاری ظاہر۔ اور کس سبب سے ابو الحسن ع
پر کراہت و عتاب کیا اُنھون نے؟ قسم خدا کی کہ کراہت نہین کی اُنھون نے
مگر بسبب اسکے کہ وہ جہاد کرتے تھے اپنی شمشیر سے راہ خدا مین۔ اور بہ شدت حملہ کرنے سے
اُنکے اور صدمۂ ضربت اور غیظ و غضب سے ان کے راہ خدا مین۔ واللہ اگر وہ
باز رکھتے ایک دوسرے کو اور اُس مہار کے لینے مین جسے جناب رسالتمآب صلعم
نے علیؑ کے ہاتھ مین سپرد کی تھی اور وہ متولی امر امامت کے ہین تو ہر آئینہ وہ
حضرت متعہد امر خلافت کے ہوتے۔ اور لوگون کو سہولت کی راہ سے حق
کی طرف لیجاتے۔ اور اُنھین سرچشمۂ پاکیزہ و لبریز پر پانی شیرین و صاف سے
سیراب کرتے اور اُنکی آرزو کے کاسہ کو آب خوشگوار احکام شرعیہ سے
لبریز کرتے۔ اور وہ جناب خود منتفع نہوتے نفع زائد سے مگر تھوڑا پانی لینے اور
کھا لینے سے کہ سد رمق اس سے حاصل ہوتا۔ اور اُسوقت مین ابواب برکت
و رحمت الٰہی آسمان و زمین سے اُنپر کھولے جاتے۔ اور عنقریب خداوند عالم
انتقام لیگا ان سے جیسا کہ اُنھون نے کیا ہے"
آگے آؤ۔ اور سنو! کہ زمانہ ایک نہج پر قرار نہین رکھتا ہے اور ہمیشہ متغیر و
متبدل رہتا ہے اور جب تک تم زندہ ہو زمانہ تمھین ہر روز غم عجیب و غریب
دکھائے گا۔ اور اگر تم کو کسی امر مین تعجب ہو تو تعجب کرو اس سانحۂ عجیب اور
حادثۂ غریب سے کہ پیش آیا ہے۔ دیکھو کہ یہ لوگ کس تکیہ گاہ سے تکیہ کیے
ہین اور کس ریسمان کو ہاتھ مین لیے ہین۔ قسم خدا کی کہ اختیار کیا اُنھون نے
اراذل کو اشراف پر اور ادنیٰ کو اعلیٰ پر۔ پس ناکین اس قوم بدنہاد کی

خاک مذلت پر رگڑ بجائین۔ وہ اس گمان مین ہین کہ نیک کام کرتے ہین۔ آگاہ ہو کہ وہ مفسد ہین اور انھین اسکا شعور نہین ہے۔ آیا وہ شخص ہدایت کریگا راہ حق کی جو لائق پیروی کے ہو۔ یا وہ شخص جسنے ہدایت نپائی ہو راہ حق کی۔ وہ کیونکر دوسرے کو راہ راست کی رہنمائی کریگا۔ پس کیا حال ہے تمھارا کیونکر حکم کرتے ہو۔

قسم ہے بقا اور ابدیت خدائے عز و جل کی کہ تمھارے فساد اور فتنہ کا ناقہ باردار اور حاملہ ہوا اور صبر کرو اور انتظار کرو تاکہ وہ فتنہ کا ناقہ نتیجہ عذاب کا جنے۔ اُس سے تم دوہ لینا بجائے دودھ کے خون تازہ۔ اور زہر ہلاہل کو۔ اور اپنے کاسون کو اُس سے لبریز کرلینا۔ اُسوقت نقصان مین ہونگے وہ لوگ جو گمراہی کے مروج ہین اور انجام کار اس طریقہ کا جانین گے جسکا آغاز کیا تھا۔ پس خوشی سے ہلاک پر آمادہ ہو۔ اور مہیا عذاب الٰہی کے رہو۔ اور اپنے دلون کو اسپر مستعد رکھو۔ اور بشارت ہو تم کو شمشیر بران کی۔ اور فتنہ اُٹھانے والے بشارت پاؤ کہ تسلط اور غلبہ ظالمون کا تمپر اسطرح ہوگا کہ تمھاری جماعت کی کثرت ہی پریشان اور زائل ہو گی اور تمھاری زراعت خراب اور ویران ہوجائے گی پس جائے حسرت و افسوس ہے تمپر اور کہان سے ہدایت پاؤ گے بدرستیکہ تمھین پنہاکے گی رحمت پروردگار۔ لیکن ہمنے تمپر اُسے لازم کردیا حالانکہ تم اس سے کارہ ہو۔

اور نیز دوسری اسناد سے حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت ہے کہ جب وفات جناب سیدہؑ کی نزدیک ہوئی مجھے طلب کیا اور فرمایا کہ آیا تم میری وصیت مانوگے اور میرے عہد پر قیام کروگے؟ مین نے کہا کہ ہان۔ مین تمھاری وصیت مانون گا۔ اُن معصومہؑ نے کہا کہ مین وصیت کرتی ہون کہ جب

مین اس دنیا سے رحلت کر جاؤن تو مجھے رات کو دفن کرنا۔ اور خبردار اُن
مردون کو کہ جن کو مین نے منع کیا ہے اجازت نہ دینا کہ میرے جنازے پر
حاضر ہون" جب بیماری اُن معصومہؑ کی شدید ہوئی زنان مہاجر و انصار
اُن معصومہؑ کے پاس عیادت کو جمع ہوئین اور پوچھا کہ کسطرح صبح کی
آپ نے اپنے مرض سے اے دختر رسولؐ؟ فرمایا کہ مین نے صبح کی درحالیکہ
کراہت کرنے والی ہون دنیا سے" آخر حدیث تک کہ مذکور ہوئی۔

اور کتاب احتجاج مین سوید بن غفلہ سے روایت کی ہے کہ کہا اُس نے کہ آخر
مرض مین حضرت فاطمہؑ کے زنان مہاجر و انصار خدمت مین اُن معصومہؑ کی
عیادت کے لیے جمع ہوئین اور پوچھا کہ کس طرح صبح کی آپ نے اس بیماری مین
کہ آپکو ہے۔ اے دختر رسولؐ؟ پس حضرت فاطمہؑ نے بعد حمد و صلوۃ اپنے
پدر بزرگوارؐ کے فرمایا کہ صبح کی مین نے درحالیکہ کارہ ہون تمھاری دنیا سے۔
اور بغض و دشمنی رکھتی ہون تمھارے مردون سے۔ مین نے اُنھین ترک کیا بعد
اُنکی آزمائش کے اور اُن کے حال کے دریافت کرنے کے۔ اور بغض رکھا مین نے
اُنسے بعد امتحان و مشاہدہ سیرت و اطوار اُن کی کے پس برا ہو اُن کا کہ اُنکی
تلوارون کی تیزی ہماری اعانت و یاوری کرنے مین کند ہو گئین۔ اور اُنھون نے
دین کو لہو و لعب اور باطل قرار دے رکھا قبل اسکے کہ اسکو شہرت اور حجت سے
حاصل کیا تھا۔ اور اپنے کو اُنھون نے مغلوب و مقہور دشمنون سے کر دیا۔ اور
اُنکے نیزے ہماری مدد مین سست ہو گئے اور اُنکی رائین ہمارے بارے مین
ضعیف و مضطرب ہو گئین اور بسبب ہوا و نفسانی کے ہماری اعانت سے
دست بردار ہو گئے۔ اور برا ہے جو کچھ کہ اُن کو نفسہائے امارہ نے بتایا ہے
تحقیق کہ عذاب خدا اُنپر ہے اور وہ ہمیشہ عذاب خدا مین رہین گے۔

داو را در دعوی ہبہ کاذب قرار دہند کہ از آن معصومہ طلب بینہ نمایند۔ و بآن
بینہ او را قابل التفات و سماعت ندانند۔ و ہرگاہ آن معصومہ در دعوی ہبہ
فدک دروغگو قرار دادہ شد بعد از آن دعوی وراثت نمود کہ من دختر رسولخدا
ام ترکہ آنحضرت بمن می رسد چنانکہ در ملل و نحل مذکور است کہ فاطمہ دعوی
فدک نمود تارۃً وراثۃً و تملیکاً اخریٰ۔ ابوبکر باستماع این قول فاطمہ گفت کہ مال پیغمبر
صدقہ می باشد و بطور وراثت باحدے نمیرسد۔ چنانچہ در صحیح بخاری است
و ملخص آنکہ از عائشہ روایت است کہ فاطمہ دختر رسولخدا کسے را نزد ابوبکر
فرستاد برائے طلب میراث خود از مال رسولخدا از چیزیکہ فی کردہ بود خدا
بر او در مدینہ و فدک و چیزیکہ باقی ماندہ از خمس خیبر۔ پس ابوبکر در جواب
گفت کہ رسولخدا فرمودہ کہ مال مرا کسے وارث نمیشود چیزیکہ گذاشتہ ام
صدقہ است" پس انکار کرد ابوبکر از نیکہ دفع نماید بطرف فاطمہ چیزے را
یعنی از دادن فدک انکار نمود پس خشمناک شد فاطمہ بر آن (یعنی ابوبکر)
در این امر و مہاجرت نمود از ابوبکر۔ پس نہ کلام کرد از ابوبکر تا آنکہ وفات یافت
و زندگانی کرد بعد رسولخدا شش ماہ۔ پس ہرگاہ وفات یافت دفن کرد او را
شوہر او علی بوقت شب و نہ اجازت داد ابوبکر را کہ بر جنازہ بیاید" انتہی
میگوئیم کہ ازین روایت عدم رضائے فاطمہ زہرا از ابوبکر تا دم مرگ
بخوبی ثابت است و ابن حجر نیز در شرح بخاری عدم رضای فاطمہ از ابوبکر تا دم
واپسین بوجہ احسن باثبات رسانیدہ۔ و ہم شیخ عبدالحق دہلوی در ترجمہ مشکوٰۃ

لہ در شرح مشکوٰۃ فاضل جلیل شیخ عبدالحق دہلوی مینویسد کہ از مشکلترین قضایا قضیہ حضرت فاطمہ زہرا رضی
اللہ عنہا است زیرا کہ اگر بگویم کہ او جاہل ازین سنت بود یعنی حدیثیکہ ابوبکر نقل کردہ و بموجب ان فدک
گرفتہ بعید است از فاطمہ و اگر التزام کنیم کہ شاید اتفاق نیفتادہ ادرا اسماع حدیث از آنحضرت مشکل
میشود کہ بعد از سماع از ابی بکر و شہادت سایر صحابہ بران پس چرا قبول نکرد و در غضب امد و اگر
غضب او پیش از سماع حدیث بود پس چرا برنگشت از غضب خود تا آنکہ امتداد کشید" انتہی

عدم رضائے آن معصومہ از ابوبکر الیٰ آخر عمر بیانکردہ۔ پس کسانیکہ روایت
موضوعہ متضمنہ رضائے ان معصومہ از ابوبکر مقابل روایت صحیحہ بخاری پیش کنند
قابل سماعت نیست کہ سراسر موضوع است"۔
اگر عداوت فاطمہؑ و علیؑ در خاطر او تمکن نمی بود وضع این روایت لانورث
ہم محفوظ مدنظر او نمیشد۔ و شبہہ نیست کہ جناب امیر علیہ السلام ابوبکر را
واضع این روایت می دانستند و در گرفتن فدک او را غاصب اعتقاد میکردند۔
چنانکہ در جمیع الجوامع سیوطی مذکور است کہ ابن جلندری نزد رسولخدا صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم ہدیہ فرستاد آنحضرتؐ وفات یافتہ بود۔ و ابوبکر خلیفۂ آنحضرت گردیدہ
بود۔ پس ہدیہ را بابوبکر داد۔ پس جناب امیرؑ برجست و گفت کہ این ہدیہ جلندری
است کہ برائے رسولخداؐ فرستادہ است این فدک نیست چرا میگیری"۔
و عسقلانی در لسان المیزان در ترجمہ محمد بن عبداللہ مینویسد کہ "و اغطلجی
روزے در مجلس خود گفت کہ جناب فاطمہؑ روزے گریہ و بکا نمود پس گفت
علی ای فاطمہ چرا گریہ میکنی۔ آیا من فدک را از دست تو گرفتہ ام۔ آیا من غصب
حق تو نمودہ ام۔ آیا من ترا اذیت رسانیدہ ام"؟ پس ازہمچو روایات بخوبی
واضح است کہ جناب امیرؑ حضرت ابوبکر را غاصب می دانستند۔ و در نہج البلاغت
کہ باعتراف قوشجی و تفتازانی و گازرونی۔ و ملا یعقوب لاہوری۔ و ابن اثیر
در نہایہ و صاحب مجمع البحار۔ و صاحب مجمع الامثال۔ کلام جناب امیرؑ است
مذکور است کہ آنجناب بعامل خود نوشت "یعنی آرے بود در دست ما فدک
از ہر آنچہ سایہ انداخت بر آن آسمان پس بخل کرد بر آن نفوس قوم۔ و بخل کرد
از آن نفوس دیگران"۔ انتہیٰ
و در فتح الباری شرح بخاری مذکور است "انما یعتقد ان ظلم من

خالفہما فی الارث - یعنی بدرستیکہ علیؑ و عباس اعتقاد میکردند ظلم کسے را کہ مخالفت کند ایشان را در قصہ فدک ؎

بخاری و مسلم - و ابو داؤد - و نسئی - و ابن حبان - و احمد بن حنبل و ابن سعد وغیرہ سے کنز العمال مین نقل کیا گیا ہے کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابوبکر کے پاس پیغام بھیجا اور اپنی میراث جناب رسولخدا کے مال سے طلب کی - اور جو کچھ کہ خدا نے انہین مدینہ مین (فی) سے عنائت کیا تھا اور نیز فدک و خمس جو خیبر سے باقی رہا تھا حضرت نے مطالبہ کیا - ابوبکر نے کہا کہ مین نے پیغمبر خدا سے سنا ہے کہ ہم جو کچھ چھوڑتے ہین وہ صدقہ ہے ؎ اور قسم خدا کی مین صدقہ مین کوئی تغیر نہ کرونگا - اور وہی طریقہ جاری رکھونگا جو عہد پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ مین تھا ؎ پس ابوبکر نے جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے مطالبہ مین سے کچھ نہین دیا ؎

ابن حزم نے کتاب معلی مین لکھا ہے کہ ؎ یہ فدک مین علی ابن ابیطالب نے فاطمہ کے حق مین گواہی دی - اور اُنکے ساتھ اُم ایمن نے بھی گواہی دی پس ابوبکر نے کہا کہ اگر تمہارے ساتھ ایکمرد اور ایکعورت گواہی اور دیتی تو مین تمہارے حق مین فیصلہ کرتا ؎ چنانچہ اس شہادت کا ذکر جواہر العقدین اور صواعق محرقہ مین بھی درج ہے ؎

ابن اثیر نے اپنے لغت نہایہ مین ؎ لمعہ ؎ کے معنے مین یہ لکھا ہے کہ ایک خطبہ اسی نام کا (خطبہ لمعہ) جناب سیدہ نے ابوبکر کے سامنے بیان کیا - (مگر وہ خطبہ نہین لکھا) فرقہ شیعہ مین وہ خطبہ مندرج ہے اور وجود اس خطبہ کا ایک امر بدیہی سے ہے لہذا اہلسنت والجماعتہ نے اسکو بدلکر اور کچھ تخفیف کرکے ذکر کیا ہے جسکو ابوبکر جوہری نے کتاب سقیفہ مین لکھا ہے - اور اسکو ابن

ابی الحدید نے بھی نقل کیا ہے ۔"
ابو بکر جوہری لکھتے ہین کہ "جناب سیدہ ع کو معلوم ہوا کہ ابوبکر نے دل مین
ٹھان لی ہے کہ فدک سے انکو محروم رکھینگے تو حضرت فاطمہ نے نقاب اپنے
چہرہ پر ڈالی اور اپنی قوم کی عورات کے جھرمٹ مین تشریف لائین - اور
دامن مبارک زمین پر کھنچتی ہوئی اور خط دیتی ہوی اتی تہین (جو ایک علامت
غیظ و غضب کی ہی) اور طرز رفتار جناب کی کسیطرح بھی جناب رسول خدا
کی رفتار سے مختلف نتہی - یہانتک کہ ابوبکر کے پاس (مسجد) مین پہونچین -
ابوبکر مہاجرین و انصار کے درمیانمین بیٹھے ہوئے تھے اسوقت جناب سیدہ ع
کی اور ابوبکر کے درمیان ایک سفید اور مہین چادر کی اوٹ کی گئی - اسکے بعد
حضرت نے ایک نہائت دردناک آہ کھینچی کہ تمام لوگ رونے لگے - اور آپ
دیر تک خاموش بیٹھی رہین یہانتک کہ لوگونکا جوش گریہ کم ہوا اور ساکت
ہوئی - تو حضرت نے ارشاد فرمایا " (خطبہ لمعہ) آغاز کرتی ہون مین اسکی
حمد سے جو حمد اور بخشش اور بزرگی سب کے لئے اولی ہے - شکر خدا کا اُن نعمتوں پر
جو اُس نے عنائت فرمائین - اور شکر ہے اُسکا اس امر پر کہ اُس نے اپنا شکر
کرنا الہام فرمایا" (یہ خطبہ نہائت فصیح و بلیغ ہے اور جسکے آخر مین فرماتی ہین) "
کہ ڈرو خدا سے جو حق اسکے ڈرنے کا ہے - اور اطاعت کرو اُسکی جس امر مین
اُسنے حکم دیا ہے کیونکہ خدا سے اُسکے بندونمین ڈرنیوالے علماء ہوتے ہین
اور حمد کرو اُس خدا کی جسکی عظمت اور نور کیوجہ سے خواہش کل اہل سماوات
اور ارض کو ہے اور اُسکی طرف وسیلہ ہے - اور ہم اُسکی خلقت مین وسیلہ ہین
اور ہم اُسکے مخصوص بندے ہین - اور ہم جائے نزول تقدس اُسکے ہین اور ہم
اسکی حجتہ ہین غیب (یعنی عالم شہود) مین - اور ہم اُسکے انبیاء کی وارث ہین "

مین ہون فاطمہ بنت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ مین ابتداء سے بیان کرتی ہون اور جو کچھ کہتی ہون
وہ خلاف حق و انصاف نہین کہتی ہون - پس میری بات کو ایسے کانون سے سنو
جو یاد رکہین - اور ایسے دلون سے جو اسکے نگہبان ہون - خدا فرماتا ہے "لقد
جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رءوف الرحیم"
پس اگر تمہین آن (رسول خدا ص) سے محبت ہو تو تمہین معلوم ہوگا کہ وہ میرے باپ ہین
تمہارے باپ نہین ہین - اور وہ میرے ابن عم کے بھائی ہین نہ تم لوگون کے
(یہان سے خطبہ پھر چھوڑا گیا ہے) اب تم یہ گمان کرتے ہو کہ مین اپنے باپکا
ورثہ نپاؤن تو کیا جاہلیت کا حکم تم پھر پسند کرتے ہو - جو لوگ صاحبان یقین
ہین انکے نزدیک خدا سے بہتر کوئی حکم اور فیصلہ کرنے مین نہین ہے -
بڑے افسوس کا مقام ہے اے گروہ اسلام! میرے باپکا ورثہ ظلم و جور سے
چھینا جائے - آیا خدا کو اے پسر ابو قحافہ نہین منظور ہے کہ تم اپنے باپ کے
وارث ہو - اور مین اپنے باپ کا ورثہ نپاؤن - تم یہ انوکھی بات کرتے ہو"
خیر لو اسے ناک مین نکیل ڈالکر اور پالان کسکر لیجاؤ - روز حشر کو ملاقات ہوگی
اُس روز کیا خوب حاکم خدائی ہوگا اور کیا خوب مدعی رسول اللہ ص ہونگے - اور قیامت
ہماری اور تمہاری وعدہ گاہ ہے اور اُسوقت اہل باطل کو زیانکاری نصیب
ہوگی - اور ہر ایک چیز کیلئے ایک مقام ہے قرار گاہ - اور بہت جلد معلوم ہو
جائیگا کہ کس شخص پر عذاب خوار کنندہ نازل ہوگا - اور وہ کون شخص ہوگا جو
عذاب دیرپا مین گرفتار ہوگا"
(اسکے بعد حضرت نے اپنے والد ماجد کی قبر کیطرف منہ کرکے ہند بن
اثاثہ کا یہ شعر پڑھا) (ترجمہ) آپکے بعد بڑے بڑے واقعے اور بڑے بڑے ظلم ہوئے
اگر آپ موجود ہوتے تو کاہیکو ایسا واقعہ سخت ہوتا - آپکے بعد لوگون نے اپنے دلونکی

عداوت اور مخفی امور ظاہر کر دئی۔ جب آپنے انتقال فرمایا اور اسکے اور ہمارے درمیان بڑے بڑے ٹیلے خاک کے حائل ہوگئے اور آپ ہمسے غائب ہوگئے (یا آپ درمیان سے ہمارے اُٹھ گئے) تو لوگون نے بہت منہ بنا بنا کر ہمکو دیکھا۔ اور ہمارا استخفاف کیا۔ اور اُسیکا نتیجہ ہے کہ آج ہمارے حقوق ضبط کیئجاتے ہین

(راوی کہتا ہے کہ جسقدر زن و مرد اُس روز روئے ہین اسقدر کبھی نہین روئے۔ اسکے بعد جناب سیدہ مسجد مین انصار کیطرف رجوع ہوئین اور فرمایا کہ اے گروہ باقیماندگان۔ اور اے یاوران ملت۔ اور اے اسلام کے گودین کہلانے والو! تم میری مدد سے کیون تھک گئے۔ اور میری نصرت سے کیون سست ہوگئے اور میرے حق مین کیون چشم پوشی کرتے ہو۔ اور میرے اوپر جو ظلم ہوا ہے اُس سے کیون اونگھ رہے ہو۔ کیا رسول اللہ یہ نہین فرماتے تھے کہ انسان کی پاسداری اسکی اولاد کے حق مین کیجاتی ہے۔ بہت جلد تم نے دین مین احداث کیا۔ اور بہت جلد تملوگون نے اپنا کام کر لیا۔ اور اپنے رسول کے مرنے سے تمنے اُن کے دین کو بھی مردہ کر دیا۔ آگاہ ہو۔ مجھکو اپنی جان کی قسم ہے کہ انکی موت بڑا امر عظیم ہے کہ جسکے سبب سے دور تک سستی پھیل گئی۔ اور اسکا شگاف اور رخنے چھپائے جاتے ہین اور زمین اُنکی موت سے تیرہ و تار ہوگئی۔ اور پہاڑ اس مصیبت مین پست ہوگئے اور اُمیدین منقطع ہوگئین۔ اُن کے انتقال کے بعد اُنکے حرم ضائع کیگئے اور انکی ہتک حرمت کی گئی جسکی حفاظت کا حکم تھا۔ اور وہ ذلیل سمجھی گئی اور یہ وہ مصیبت ہے کہ اسکا اعلان کتاب خدا مین خدا نے قبل موت رسول کر دیا تھا اور جناب رسولخدا تمکو اپنے وفات سے پہلے خبر دیگئے تھے۔ خدا فرماتا ہے

ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم و من ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیأ و سیجزی اللہ الشاکرین

کیون اے قبیلۂ اوس دختر پیغمبر کے باپکی میراث غصب کی گئی اور تم دیکھتے اور سنتے رہے؟ اور تم سے برابر مدد مانگی گئی۔ اور برابر تم بلائے گئے۔ تمہارے پاس سامان تھا گروہ تھا۔ تمہارے پاس ہتھیار تھے۔ سپرین تھین۔ تم برگزیدگان خدا تھے۔ اور وہ لوگ تھے جنہین پروردگار نے انتخاب کیا تھا۔ تمہین لوگ تھے جنھون نے عرب کے مقابلہ مین سبقت کی۔ اور مصیبتون پر اکیدم سے جا پڑے اور بڑی بڑی مصیبتون سے مقابلہ کیا۔ یہانتک کہ تمہارے بدولت اسلام کی چکی چلنے لگی۔ اور دودہ اسکا بہنے لگا۔ اور آتش جنگ بجھ گئی۔ اور جوش کفر و شرک فرو ہوا۔ اور جدال و قتال کی آوازین پست ہوئین اور نظام دین مستحکم ہوا۔ آیا بعد اس پیشقدمی کے تم پیچھے ہٹ گئے۔ اور بعد اس حملہ کے تم الٹے پاؤن پلٹ گئے اور بعد شجاعت کے بزدل ہو گئے۔ اُس قوم کے سامنے جو عہد کر کے اپنی قسمون سے پلٹ گئے تھے۔ اور اُسقوم کے سامنے جو تمہارے دین مین طعن کرتے تھے۔ پس لڑو اور جنگ کرو ان ائمہ کفر سے اُنکا کچھ ایمان یا عہد نہین ہے۔ شاید کہ یہ لوگ باز آجاوین گے۔ آگاہ ہو مین دیکھتی ہون کہ تمنے رجوع کی راحت کیطرف اور مایل ہو گئے آرام کیطرف پس جو چیز تمہارے پاس محفوظ رکھی گئی تھی اُسسے تمنے منہ پھیرا۔ اور جو چیز امانت تھی اُسکو بھی ضایع کیا۔ اور تم کیا ہو۔ اگر تمام اہل زمین بھی کافر ہو جائین تو بھی خدائی محمود اور ستودہ بی نیاز رہیگا۔

آگاہ ہو کہ جو کچھ مینے تم سے کہا یہ اسوجہ سے تھا کہ مین خوب سمجھتی ہون اس ترک نصرت کو جو تم مین خمیر ہو گئے ہے۔ اور تمہارے نیز دلمین کجی آگئی ہے۔ اور تمہارا الیقین ضعیف ہو گیا ہے۔ خیر لیجاؤ اسکو۔ مگر پرہیز کرنا اس سے کہ یہ پشت دکھلانیوالی ہے۔ اور موزہ اسکے سوراخ دار ہین

ننگ وعار اسکا ہمیشہ باقی رہیگا اور جو اسکے ہتکھنڈے ہین انکا داغ اسپر لگا ہے یہ اس آتش روشن خدا اسے متصل ہے جو دلون کو جہا رہی ہے کیونکہ جو کچھ کررہے ہو اسے خدا دیکھ رہا ہے اور قریب ہے کہ ظالم لوگ جان لینگے کہ کیسی بازگشت ہونیوالی ہے " دیکھو کتاب سقیفہ ابوبکر جوہری - وابن ابی الحدید کو -

علاوہ ابن اثیر صاحب نہایہ اور زمخشری صاحب کتاب فائق اور مسعودی صاحب مروج الذہب کے - کہ انھون نے اس خطبہ کہ صحت سے اقرار کیا ہے اور بعضے لغات کو سند پکڑا ہے اس خطبہ سے - اور اسکے فقرات کو لکھا ہے ان کے سوائے شعبی کہ جو محدثین سنت جماعت سے ہے اس نے بھی ایکبارہ اس خطبہ کا روائت کیا ہے چنانچہ تذکرہ خواص الائمۃ مین سبط ابن جوزی نے لکھا ہے " از تحفہ الاشعریہ مقصد دوم صفحہ ۲۸۲ -

مگر چونکہ اس خطبہ مین حضرت ابوبکر پر طعن ہے اور ظلم آپکا ثابت ہوتا ہے تو بعض علماء سنت جماعت نے حکم کیا ہے کہ یہ خطبہ موضوع ہے اور کلام حضرت فاطمہ نہین ہے - لیکن جسوقت کہ خود محدثین اہل سنت نے اسکو روائت کیا ہے تو پھر یہ قول انکا قابل اعتبار کسیطرح نہین ہے اور باوجود اسکے خود علماء اہلسنت نے اس قول کو رد کیا ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی نے لآلی مصنوعہ " مین لکھا ہے کہ " ابن قتیبہ لکھتا ہے کہ اس خطبہ کیواسطے اصل ہے " اور ایسے ہی شیخ رحمۃ اللہ نے تنزیہ شریعت مین لکھا ہے - اور احمد بن طاہر سے روائت کی ہے کہ مین نے پوچھا ابوالحسین زید بن علی بن الحسین بن علی ابن ابیطالب سے کہ لوگ

اس خطبہ مین کلام کرتے ہین ۹ فرمایا کہ مشائخ آل ابوطالب کو مینے دیکھا ہے کہ اسکو اپنے آباءواجداد سے روایت کرتے ہین اور اپنی اولاد کو تعلیم کرتے ہین۔"
نہایہ ابن اثیر مین ہے کہ "وہ جناب سیدہ نے درباب فدک حضرت ابوبکر پر عتاب کیا۔"
اور شرح ابن ابی الحدید جلد ۲ صفحہ ۲۹۲ میں "وہ جناب سیدہ نے دعوی حسب عطاء رسولخدا کے پیش کیا۔ اگر عطا نہوتا تو ممکن نہین کہ نبی پر اتہام کرتین۔ اور حضرت صدیق نے انکار کیا کہ فدک خالصہ رسول اللہ تھا۔ اور مفسرین اجماعاً خالصہ کہتے ہین۔ اور دیکھو اب کلام جناب سیدہ حضرت صدیق نے جواب درشت دیا۔ اور جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے کلمہ زشت کہا۔"
ایضاً فیہ صفحات ۲۹۳ و ۳۰۶ "جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے اور واپس کیا انھون نے فدک کو اولاد حسن ع پر۔ اور بروایتے واپس کیا امام زین العابدین ع کو۔ اور برابر اس خلافت مین فدک ہاتھ مین بنی فاطمہ کے رہا۔" اور یزید بن عاتکہ نے اپنی خلافت مین ضبط کرلیا اور اسوقت فدک ہاتھمیں اولاد مروان کے چلاگیا بعدہٗ سفاح عباسی نے عبداللہ بن حسن کو واپس کیا۔ اور ابوجعفر منصور نے ضبط کرلیا۔ بعدہٗ مہدی عباسی نے بنی فاطمہ پر رد کیا۔ بعدہٗ موسی بن مہدی و برادرش ہارون رشید نے ضبط کرلیا۔ اور برابر عباسیون کے قبضہ مین فدک رہا مگر بعدہٗ مامون رشید نے بنی فاطمہ کو واپس دیدیا۔"

---

۹ حسب قول قاضی احتشام الدینصاحب مصنف نصیحۃ الشیعہ کہ یہ روایت کتاب سبل السلام شرح بلوغ المرام ابن حجر عسقلانی مین بھی ہے ۔ منہ لطف

شرح ابن ابی الحدید جلد۲ صفحہ ۳۰۸ ”ایک شاگرد نے مدرّس بغداد سے پوچھا کہ فاطمہؑ صادق تھین؟ کہا ہان - اُسنے کہا پس کیون ندیا فدک کو؟ پس متبسّم ہوا اُستاد اور کہا کہ اگر آج فدک دیدیتے تو کل روز فردا دعوی خلافت مین بھی بسبب صدیقیّت فاطمہؑ کے دینا پڑتا“

صاحب دراسات اللبیب نے کہا ہے کہ ”اہلبیتؑ معصوم تھے اور کل ائمہ طاہرینؑ دعوی فدک مین ہمیشہ مستقل رہے - اور کبھی باز نہ آئے دعوے سے اور شیخین مال فدک سے متصرف ہوتے تھے اور اپنی خوراک کا مدار مقرر کیا تھا“

پس ان جملہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دعویٰ فدک و میراث کا جناب سیّدہ صلواۃ اللہ علیہا نے کیا اور شہادت دی اسپر حضرت علیؑ اور اُمّ ایمن دایۂ جناب رسولخداؐ و حسنین علیہم السّلام نے - اور بعدہٗ علیؑ و عباس نے بوقت خلافت حضرت عمر پھر دعوی کیا“ اور بعد سماعت حدیث صدیق کے جناب سیّدہؑ و اُمّ ایمن و علیؑ و عباس اور حسنین علیہم السلام نے منع ارث کی حدیث کو رد کیا اور قبول نہین کیا“

اور امام محمد باقر علیہ السّلام بوقت خلافت عمر بن عبدالعزیز کے متصرف فدک ہوئے“

اور روایت کرتے ہین اُس حدیث سے کہ حضرت صدیق تنہا ہین“

مصیبت پنجم ۵

اپنی موت کی فکر - اور کم سِن بچون کا غم :-

کتاب روضۃ الواعظین مین مروی ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ کو مرض ہوا اور چالیس روز تک طول اُس نے کھینچا - اور وہ معصومہ اپنی وفات کی خبر سے مطلع ہوئین تو اُمّ ایمن اور اسماء بنت عمیس کو بلاکر اُنسے علی ابن ابیطالب کو

بلوایا اور فرمایا کہ "اے پسر عم میرے مجھے اپنی موت کی خبر پہونچی ہے اور میں ایسا جانتی ہوں کہ بہت جلد اپنے پدر بزرگوار سے ملحق ہونگی - اور تمکو چند امور کی وصیت کرتی ہوں جو میرے دل میں ہیں "

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے دختر رسولخدا جو وصیت چاہو کرو۔

جناب امیر علیہ السلام اُن معصومہ کے سرہانے بیٹھے اور جو جو گھر میں تھے اُن سبکو باہر کر دیا "

حضرت سیدہ علیہا السلام نے فرمایا کہ "ای پسر عم میرے مجھے تمنے کبھی جھوٹا اور خائن نپایا ہوگا - اور اس مدت معاشرت میں مینے کبھی تمہارے خلاف نہیں کیا -

حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ معاذ اللہ - تم بڑی خداشناس پرہیزگار - اور بڑی کریم و خداترس ہو - چہ جائیکہ میں تمکو اپنی مخالفت پر سرزنش کروں - اور تمہاری رقت مجھے بہت گران ہے - اور نہائت شاق ہے تمہاری جدائی مجھے - لاکن یہ جدائی ایسی ہے کہ اس سے چارہ کسیکو نہیں ہے قسم خدا کہ تمنے مصیبت رسولخدا کو تازہ کر دیا - اور مجھپر بہت عظیم ہے مرنا اور نہ پانا تمہارا - انا للہ و انا الیہ راجعون - اُس مصیبت کے لئے کہ بہت درد دینے والی ہے اور رنج و الم پہونچانے والی ہے مجھے -

خدا کی قسم یہ مصیبت ایسی ہے کہ اسکا تسلی دینے والا کوئی نہیں ہے اور وہ مصیبت ہی جسکی عوض کوئی مصیبت نہیں ہو سکتی " تھوڑی دیر تک دونوں حضرات روتے رہے - امیرالمومنینؑ نے سر جناب سیدہ کا اپنے سینہ سے لگا لیا اور فرمایا کہ جو چاہو وصیت کرو - میں موافق اُسکے عمل کرونگا جناب سیدہ صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ اے پسر عم خدا تمکو

جزائے خیر دے"، میری پہلی وصیت تو یہ ہے کہ تم میرے بعد دختر امامہ سے عقد کرنا کیونکہ وہ میری اولاد سے میری ہی طرح محبت کرتی ہے - اور مردونکو تزوج عورات سے ضرور ہے (اسی وجہ سے جناب امیرالمومنینؑ فرمایا کرتے تھے کہ منجملہ اُن چار چیز ونکے جنھین مین ترک نہین کر سکتا دختر امامہ ہے کہ اُس سے جدائی نہین کر سکتا کیونکہ ان کے بارہ مین حضرت فاطمہؑ نے مجھے وصیت کی ہے")

بعدہ جناب سیدہؑ نے فرمایا کہ پھر مین تمھین وصیت کرتی ہون اے پسر عم میرے کہ "میرے لئے تابوت بنانا - اسلئے کہ مین نے ملائکہ کو دیکھا ہے کہ وہ میرے لئے تابوت بناتے ہین - امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ تم اُسکی صورت بیان کرو - جناب فاطمہؑ نے اُسکی شکل بیان کی - اور اُن حضرت نے تابوت اُن معصومہ کیلئے درست کیا اور اول تابوت جو زمین پر بنایا گیا وہی تھا اور اس سے پیشتر کسی نے نہین دیکھا اور نہ ویسا بنایا تھا"

پھر فرمایا کہ مین وصیت کرتی ہون آپکو کہ میرے جنازہ پر کسیکو نہ آنے دینا - اُنھین سے جنھون نے مجھپر ظلم کئے ہین اور میرا حق غصب کیا ہے اور وہ دشمن میرے اور دشمن رسول خداؐ کے ہین - اُن مین سے کسیکو میرے جنازہ پر نماز نہ پڑہنے دینا - اور نہ اُنکے تابعین مجھپر نماز پڑہین - اور مجھے شب کیوقت دفن کرنا کہ سب سوتے ہون"

اوسوقت اُن معصومہ نے انتقال فرمایا - درود خدا آنپر - اور اُنکے پدر بزرگوار - اور اُنکے شوہر عالی وقار اور اولاد اطہار پر ہمیشہ"

جب اہل مدینہ کو اُسکی خبر ہوئی تو عورتین اور مرد سب چیخ چیخ کر رونے لگے اور بنی ہاشم کی عورات اُن معصومہ کے مکان مین جمع ہوئین اور سب نے

ایکبارگی ایسا گریہ کیا اور چیخیں مار کر رو دئیں کہ قریب تھا ۔ مدینہ انکی ادا نے
لرزہ میں اجائے ۔ اور وہ کہتی تھیں کہ ای سیدہ ۔ ای بنت رسول اللہ ؟
اور وہ لوگ گروہ گروہ پُرسے کیلئے پاس حضرت کے جمع ہوتے تھے
اور وہ حضرت بیٹھے تھے اور امام حسنؑ و امام حسینؑ اُگے اونحضرت کے
بیٹھے تھے اور رو رہے تھے اور لوگ اُنہیں روتا دیکھکر رو تے تھے
اُم کلثوم گھر سے نکل کر رسالتماب صلے اللہ والہ وسلم کی قبر کے پاس
آئیں اور برقع اُٹھا دیا ۔ اور دامن اُنکا زمین پر کھنچا جاتا تھا ۔ اور
ردا اپنی لپیٹ لی تھی اور فرماتیں تھیں کہ ای بابا ۔ ای رسول خدا ۔ آج
کے دن انکی مصیبت ہم پر تازہ ہو گئی اور آج آپ دنیا سے گئے اور اپنے
ہم سے مفارقت کی کہ اسکے بعد اب کبھی ملاقات نہو گی " اور لوگ جمع
تھے اور نوحہ و گریہ کر رہے تھے ۔ اور انتظار جنازہ کے باہر آنیکا کر رہے تھے
کہ اُسپر نماز پڑہیں ۔ ابو ذر نکلے اور کہا کہ واپس جاؤ ۔ دختر جناب رسولِ خدا کا
جنازہ اسوقت نہیں اٹھایا جائیگا ۔ زیادہ شب گذرنے پر اُٹھیگا ۔ پس
لوگ متفرق ہو گئے ۔ جب رات زیادہ گئی اور لوگونکے سونیکا وقت ہوا تو
جنازہ باہر نکالا ۔ حضرت امیر المومنینؑ و امام حسنؑ و امام حسین علیہم السلام
اور عمار ۔ و مقداد ۔ اور عقیل و زبیر ۔ و ابو ذر و سلمان اور بریدہ اور ایک
گروہ بنی ہاشم سے ۔ اور جو لوگ مخصوصین میں سے تھے اُن حضرت کی ۔ اُن بی بی
اُن معصومہ پر نماز پڑہی اور اُسی شب کو دفن کیا ۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام
نے گرد قبر اُنمعصومہ کے سات قبریں اور بنا دیں تاکہ علوم نہو کہ قبر اُن معصومہ
کی کونسی ہے اور کہاں ہے "
اور بعض مخصوصین اُن حضرت نے روایت کی ہے کہ قبر اُنمعصومہ کی زمین سے

برابر کردی کہ علامت قبر کی معلوم نہو۔ اور یہ اسلئے کیا کہ وہ لوگ قبر شریف کی جگہ معلوم نکر سکین اور اُسپر نماز نہ پڑہ سکین ''

کلینی نے کتاب کافی مین حضرت اباعبداللہ الحسین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب فاطمہ ؑ نے وفات پائی تو جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے اُن معصومہ کو غیروں سے مخفی کر کے دفن کیا اور قبر کا نشان مٹا دیا'' پس رسالتماب ؐ کی قبر کیجانب منہ کر کے فرمایا کہ ''سلام ہو آپ پر ای رسولخدا ؐ میری جانب سے۔ اور سلام ہو آپ پر آپکی دختر کیجانب سے۔ اور آپکی زیارت کرنیوالیکی جانب سے کہ آپکی زیارت کو آئی ہے اور آجکی شب آپکے بقعہ خاک مین سونے والی ہے اور خداوند عالم نے اُسے تمام اہلبیت مین آپکے اختیار کیا کہ جلد آپسے ملادے۔ اور آپکی برگزیدہ کے باعث سے صبر میرا کم ہوا۔ اور بہترین زنان عالم کی مفارقت سے ضعیف ہوی قوت میری۔ لیکن آپکی مصیبت پہ صبر کرنے۔ اور آپکی مفارقت پر تاب لانیکے سبب سے جو تاسی اور پیروی آپکی سنت کی ہے۔ گنجایش ہے کہ صبر کرین اس مُصیبت مین۔ اور تحقیق کہ آپ کو مین نے اپنے ہاتھ سے قبر مین رکھا۔ بعد اسکے کہ روح مقدس نے آپکی میرے سینہ اور ہتھون مین فیضان کیا۔ ہان کتاب خدا مین ہے کہ اُسے عمدہ طرح سے قبول کیا جائے اور کہنا چاہئے کہ ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' آپنے اپنی امانت اور اپنی گرو مجھے واپس لے لی۔ اور لیلیا آپنے اپنی زہرا ؑ کو مجھسے۔ پس کیا بُرا ہے آسمان سبز اور زمین میری نظر مین۔ یارسول اللہ ؐ میرا حزن و غم ہمیشہ رہیگا۔ اور میری شب برابر جاگنے مین کٹے گی۔ اور یہ غم میرے دل سے نجائیگا یہانتک کہ خدا میرے لئے وہ گھر مہیا کرے جہان آپ مقیم ہین۔ میرے دل مین زخم ہے پیپ لانے والا۔ اور پکنے والا۔ اور وہ رنج ہے کہ ہیجان مین لانے والا ہے

کیا جلدی جدائی ہوئی ہے مین اپنے حال کی خدا کیجانب شکایت کرتا ہون
اور بہت جلد خبر دیگی آپکو دختر آپکی اُس نصرت و اعانت کی جو آپکی اُمت نے
ایکدوسریکے حق غصب کرنے مین کی ہے اور ظلم کیا انکے بارہ مین پس اُس سے
پوچھ لیجئے احوال کو کہ کتنے غم اُن کے سینہ مین بھرے تھے کہ کسی سے ظاہر
نکر سکتی تہین بہت جلد آپ سے بیانکرینگی - اور خدا اُنکے لئے حکم کریگا اور وہ
بہترین حکم کرنیوالا ہے - سلام میرا ہو آپ پر یا رسول اللہ - اور اے فاطمہ
اُس سلام اور وداع کرنیوالے کا سلام کہ اُسنے معاشرت سے کوئی ملال نہیں پایا
اور دشمنی کی راہ سے مفارقت نہین کرتا ہے اگر تمہاری قبر کے پاس سے
جاؤن تو ملال کے باعث سے نہین ہے - اور اگر اقامت کرونگا تو بدظنی کی راہ سے
نہین ہے - اُس ثواب کے ساتھ جسکا وعدہ خداوند عالم نے کیا ہے صبر کرنے
والون سے - صبر بہت مبارک اور عمدہ ہے - اور اگر غلبہ اُنلوگون کا نہوتا
جو مجپر غالب ہین تو مین ہمیشہ اقامت کو تمہاری قبر پر لازم کر لیتا - اور
تمہاری ضریح مقدس کے پاس معتکف رہتا اور نالہ و فریاد کرتا شل گریہ
وزاری زن پسر مردہ کے - اس مصیبت بزرگ مین اور خدا دیکھتا ہی اور
جانتا ہے اسکو کہ آپکی دختر کو اور رسول اللہ کی دشمنون کے خوف سے چھپا کر دفن کرتی ہین
شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب مجالس اور شیخ ابو جعفر طوسی نے امالی مین حضرت
امام زین العابدین علیہ السلام سے اور آن جناب نے امام حسین ع سے
روایت کی ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام بیمار ہوئین تو اُن معصومہ نے
امیر المومنین سے وصیت کی کہ میری علالت کو چھپائین اور لوگون کو
مطلع نکرین - حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اُن معصومہ کی وصیت
پر عمل کیا - اور خود وہ جناب اُن معصومہ کی بیمارداری مین مصروف رہے

اور اسماء بنت عمیس ان امور مین آن جناب کی اعانت کرتی تھین- اور
اس زمانہ مین احوال آن معصومہ کا لوگون سے پوشیدہ رکھا- جب آن
معصومہ کا زمانہ وفات نزدیک ہوا تو وصیت فرمائی کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام
خود ان معصومہ کی تجہیز و تکفین مین متوجہ ہون اور شبکو دفن کرین- اور
قبر ان معصومہ کی برابر کردین- چنانچہ حضرت امیر المومنین ع خود متوجہ ہوے
آن معصومہ کی تجہیز و تکفین مین- اور شب کو دفن کیا- اور نشان قبر منور کا
مٹا دیا- اور قبر کی مٹی کو آن معصومہ کے اپنی ہاتھون سے برابر کردیا- اور
نہایت غمناک ہوئی- اور آنسو رخسارون پر جاری تھے- اور جانب قبر
رسول خداؐ کے متوجہ کرکے فرمایا کہ یا رسول اللہ آپ پر میری جانب سے سلام ہو- اور
سلام ہو آپ پر آپکی دختر اور آپکی حبیبہ اور آپکی نور دیدہ کی جانب سے-
اور آپکی زیارت کرنیوالی کیجانب سے کہ آپکی زیارت کو آئی ہین- اور آجکی
شب خاک مین آپکے بقعہ کی سونیوالی ہین- اور خدا نے انہین آپ کے تمام
اہلبیت مین سے اختیار کیا کہ وہ پہلے سب کے آپ سے ملحق ہوئین- اور یا رسول اللہ
آپکی دختر کیجانب سے صبر میرا کم ہوگیا- کہ وہ بہترین زنان تھین- مفارقت مین
انکے قوت میری ضعیف ہوگئی- لیکن آپکی مفارقت مین تاب لانا اور
آپکی مصیبت مین صبر کرنا زیادہ ہے کہ انکی اس مصیبت مین صبر کرون مین نے
اپنے ہاتھ سے آپکو قبر مین اوتارا بعد اسکے کہ روح مقدس نے آپکی سینہ پر
مفارقت کی اور اپنے ہاتھون سے مین نے آپکی آنکھین بند کین اور آپ
کے امور کا خود متکفل ہوا- ہان جو کتاب خدا مین ہے اسکو قبول کرنا
اچھے طور سے چاہئے- اور کہنا چاہئے کہ انا للہ و انا الیہ راجعون-
ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شبکو جناب سیدہ علیہا السلام

اور وبال غصب خلافت کا انکی گردنون مثل گلوبند کے پڑ گیا ہے اور اپنا بار
اُسنے اُنپر ڈالا ہے اور انکی فوجون نے اُنہین گھیر لیا ہے۔ پس ذلت اور
ہلاکت اور دوری ہو خدا کی رحمت سے قوم ظالمین پر۔ وای ہو اُنپر کہ علیحدہ کیا
خلافتکو اُن لوگونسے جو کوہ استوار رسالت ہین اور اساس نبوت و ہدایت ہین اور جگہ
اُترنے روح الامین کے ہین۔ اور ماہر امور دنیا و دین کے ہین۔ آگاہ ہو اور
جانو کہ نقصان ظاہر ہے اور کس بات سے کراہت کی تہنے ابو الحسن سے۔ واللہ کراہت
کی تمنے ابو الحسن سے بسبب بُری معلوم ہونے انکی تلوار کے۔ اور نہ خوف کرنے
اُنکے اپنے مرگ سے۔ اور زیادہ قتل کرنے سے اُنکے جہاد مین۔ اور شدت
صدمہ حرب اُن کے۔ اور اُنکے غضب سے راہ خدا مین۔ اور جب امر خلافت
ابو الحسن پر قرار پاتا تو قسم خدا کی اگر وہ لوگ پھر جاتے حجۃ واضح سے تو وہ انہین
راہ راست پر لاتے۔ اور حق کی راہ بہت سہل اور آسانی سے انہین دکھاتے
اور راکب و مرکب کو اس راہ مین کوئی تھکاوٹ و ملال نہین ہوتا۔ اور وہ کوئی
چیز حقوق خدا اور مراتب ہدایت سے فروگذاشت نکرتے اور حدود
خداوند عالم سے تجاوز نکرتے۔ اور وہ تکالیف شاقہ جو انکے طاقت سے سوا
ہوتی ندیتے۔ اور ہر آئینہ وہ لوگ دنیا و آخرت مین ساتھ عیش اور فراخ
زندگانی کے پہونچتے۔ وہ جناب انلوگون کو ظاہر طور سے اور پوشیدہ طریقہ سے وعظ
و نصیحت کرتے۔ اور خود وہ جناب انکی دنیا سے منتفع نہوتے مگر بقدر
کفایت و سد رمق کے۔ اور متمیز ہو جاتا انلوگون کے نزدیک زاہد عن
دنیا سے۔ اور صادق کاذب سے۔ اور ان آیات کو تلاوت فرمایا ولو ان
اھل القری امنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض
ولکن کذبوا فاخذناھم بما کانوا یکسبون والذین ظلموا من ھؤلاء

سیصیبہم سیّئات ما کسبوا وما ہم بمعجزین ٥ یعنی یہ اشخاص
بادیہ نشین عذاب مین مبتلا ہوئے اگر ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو برکت
تو ہم انکے لئے ابواب برکت آسمان و زمین کو کھولتے انلوگون نے ہماری
تکذیب کی پس پایا انھون نے انکو جیسا انھون نے کیا تہا یعنی جیسا انھون نے کیا
ویسے ہی ہم نے انہین جزا دی اور وہ لوگ اسی گروہ مین سے ہین جنھون نے
ظلم کیا عنقریب انہین عقاب اسکا ملیگا جو انھون نے کیا ہے اور وہ
خدا کو عاجز کرنیوالے نہین ہین » بعد اسکے فرمایا جناب سیدہ نے مخاطبین سے
آگے آ - اور سنو کہ ہمیشہ زمانہ متغیر اور متبدل ہوتا رہتا ہے اور جب تک کہ
تو زندہ ہے زمانہ تجھے ہر روز امر عجیب اور تازہ دکھائیگا - اور اگر تو تعجب
کرتا ہے اس امر عجیب پر تو تعجب کر - کاش مین جانتی کہ کس تکیہ گاہ پر انھون
نے تکیہ کیا - اور کس ستون پر اعتماد کیا - اور کس ریسمان سے متمسک ہوئے ہین
اور کس ذریت پر دلیری کی اور غلبہ ڈہونڈا یعنی حقوق ذریہ طاہرہ رسول
کے متولی ہوئے - اور انہین جدا کیا - ہر آئینہ برا ہے ناصر - اور برا ہے مصاحب
اور معاشر - اور برا ہے ظالمون کے لئے بدلا جو انہون نے اپنے لئے قرار دیا ہے یعنی
برا اور قبیح ہے وہ شخص جس نے اسکو بجاے امام عادل کے بدلا اقرار دیا ہے - اور اسکو
امیر المومنین کی جگہ پر کہ وہ جناب جانشین سید المرسلین ہین بٹھایا ہے قسم ہے
خدا کی کہ ادنی کو اونچے اور بڑے لوگونکی جگہ پر بٹھایا ہے - اور ذلیل لوگونکو
عوض اشراف کے اختیار کیا ہے - پس ناک کے گڑہی جائے اسقوم کی جو انکو اچہا گمان
کرتے ہین - جانو کہ وہ برا کام کرتے ہین لیکن وہ جانتے نہین ہین -
وائے ہو انپر آیا وہ شخص جو ہدایت کرتا ہے طرف امر حق کے لائق
اسکا ہے کہ اسکی پیروی کیجائے یا وہ شخص جو ہدایت یافتہ نہین ہے اور محتاج ہے

اُسے ہدایت کریں۔ پس کیا حال ہے تمہارا کس طرح حکم کرتے ہو۔
قسم ہے اپنی زندگی کی کہ ناقہ تمہارے فتنہ کا حاملہ ہوا۔ پس تھوڑا صبر کرو۔ اور انتظار کرو اُس زمانہ تک کہ وہ اپنا بچہ جنے پس اس سے تم تلبب پیالے تازہ خون و دہ لینا۔ اور زہر قاتل اُس سے حاصل کرنا۔ اسوقت نقصان اُٹھائینگے اہل باطل۔ اور آخر والے لوگ جان لینگے مآل اس طریقہ کا جسکا اساس اول لوگوں نے رکھا ہے۔ بعد اسکے تم اپنی دنیا سے راضی ہوا اور اپنے دلونکو مستحکم کرو فتنہ اور عذاب نازل ہونے کی اور بشارت ہو تمکو شمشیر قاطع اور ظالم کے غلبہ کی اور فتنہ تمہارے شامل حال ہے اور ظالموں کا ظلم تمپر غالب ہوگا۔ اور ہلاک و برباد کریگا۔ اور تمہاری جمعیت و کثرت کو پریشان کریگا۔ پس وائی حسرت تمہارے لیے تم کہاں سے ہدایت پاؤگے یہ تحقیق کہ تم پر پوشیدہ ہوئی ہدایت اور رحمت الٰہی آیا تمہیں ہم الزام دیں اسکے قبول کا۔ حالانکہ تم اس سے کارہ ہو"
سوید بن عقلہ نے کہا کہ اُن عورتوں نے قول حضرت فاطمہ ع کو اپنے مردوں سے جاکر نقل کیا اسوقت تمام مہاجرین و انصار خدمت میں معصومہ ع کے آئی اور عذرداری کی اور کہا کہ اے سیدۃ النساء عالم اگر ابوالحسن ع ہمسے ذکر کرتے اس امر کا قبل استوار کرنے اور مستحکم کرنے عہد و پیمان کے تو ہر آئینہ ہم آنجناب سے عدول نکرتے۔ اور دوسرے کی طرف رجوع نکرتے"

حضرت فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا کہ مجھ سے دست بردار ہو اور اپنی کو مجھسے باز رکھو کہ تمہارا عذر قبول نہیں اور توبہ تمہاری بعد اس تقصیر کے مفید نہیں ہے"

اور شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے کتاب امالی مین ابن عباس سے
روایت کی ہے کہ کہا انہون نے مرض جناب سیدہؑ مین زنان مہاجر و انصار عیادت
کے لئے حاضر ہوئین اور کہنے لگین ”السلام علیک یا بنت رسول اللہؐ کس طرح
صبح کی آپنے؟ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا کہ ”قسم خدا کی مینے صبح کی
درحالیکہ کارہ ہون مین تمہاری دنیا سے۔ اور تمہارے مردون کی دشمن
ہون۔ مین نے تم سے کنارہ کشی اختیار کی اور اُنہین ترک کیا اور ان سے
بغض رکھا انکے امتحان لینے کے بعد اور انکی سیرۃ و اطوار دیکھنے کے بعد کے۔ اور
بڑا حال ہوا اسقوم کا بہ سبب نقصان رائے اسکے اور انکی نیزون کے کند ہوجانے سے
ہماری اعانت مین۔ اور بُری چیز ہے جو اُنکے نفسون نے اُن کے لئے
پیش کی ہے۔ یہ مستحق غضب الٰہی مین اور یہ ہمیشہ عذاب مین رہین گے
غصب خلافت کو وبال کا گلوبند گردنوںمین پہنا اور عار اسکا انپر ہر طرف سے لازم ہے
ذلت اور خواری خاص قوم ظالمین کیلئے ہے۔ افسوس ہے تم پر کہ تمہارے
مردون نے خلافت کو کہان ڈالا۔؟ ابو الحسنؑ سے بخدا کراہت و
عتاب نہین کیا انلوگون نے مگر بسبب تلوار اور صدمۂ حرب کی۔ جو انسے پہونچا ہے اور اُن کے
غصہ سے راہ خدا مین۔ قسم خدا کی اگر باز رکھتے ایک دوسرے کو اس لگام
سے جسکو رسولخداؐ نے ابو الحسنؑ کے سپرد کی تھی کہ وہ متولی امر امامت
کے تھے تو ہرآئینہ وہ حضرتؑ۔ اختیار کرتے اسکو۔ اور وہ حضرت
انلوگون کو آسان راہ دکہاتے۔ کیونکہ وہ حضرت اساس رسالت
ہین اور کوہ استوار نبوۃ ہین اور جگہ اُترنے روح الامین کے ہین۔ اور
حاذق و ماہر ہین ساتھ امور دنیا کے“ جانو! ایمومنین کہ جوان
منافقون نے کیا ہی زیانکاری ہے۔ دیکھو! واللہ اگر امر خلافت کو

آنحضرت پر قرار دیتے تو ہرائینہ وہ حضرت انہین راہ حق دکہاتے اور
کسی چیز کو حقوق خدا اور مراتب ہدایت سے فروگذاشت نکرتے۔
اور حدود خدا سے تجاوز نہ کرتے۔ اور اسطرح ہدایت کرتے کہ اُمت پر
شاق نہوتا۔ اور تکلیف مافوق طاقت انکو نہ دیتے۔ اور ہرآئینہ وہ لوگ
دنیا و آخرۃ مین عیش اور فراخ زندگانی کو پہونچتے۔ اور خود وہ
جناب ان لوگونکی دنیا سے منتفع نہوتے مگر بقدر کفائت اور سد جوع کی
اور درہائی برکت آسمان و زمین سے ان کے منہ پر کہلتے۔ اور
قریب۔ ہے کہ خدا انلوگونکو عذاب کرے بہ سبب اسکے کہ انہون نے کفر و
عصیان کیا ہے۔ پس آگے آؤ۔ اور سُنو اکہ جبتک زندہ ہو زمانہ
تمکو ہر روز امر عجیب دیکہائیگا۔ کیا حال ہے انکا اور کس تکیہ گاہ پر اعتماد کیا ہے
اور کس رسن سے تمسک ہوی ہین وہ ہرائینہ بد ہے ناصر مصاحب اور
بد ہے ظالمونکے لئے بدل۔ اور عیوض بدل کا۔ انہون نے اخر افکو
ارذل سے۔ اور عالی کو ادنی سے ملا دیا۔ تباہی ہو اسقوم کے لئے گمان
کرتے ہین کہ نیکوکاری بجا لاتے ہین حالانکہ وہی لوگ مفسد ہین۔ اور نہین جانتے وہ
کہ جو شخص ہدایت کرے حق کیطرف وہ سزاوار ہے اسکا کہ پیروی کیجائے
اسکی۔ یا وہ شخص کہ خود ہدایت یافتہ نہین ہے اور محتاج ہے کہ اُسے ہدایت کرین پس
کیا ہے تمکو کسطرح حکم کرتے ہو تم۔

اب تمہارے فتنہ کا ناقہ حاملہ ہوا ہے انتظار کرو اسکے جننے کا
بعد اسکے کہ اس سے بجائے دودہ کے خون تازہ اور زہر قاتل کو پیالہ
مین لینا اُسوقت نقصان اُٹھائینگے اہل باطل اور پچہلے لوگ جانینگے جو
اگلے لوگون نے قرار دیا تہا۔ بعد ازان راضی ہوگئے اپنی کردارونکی سزا پر

اور اپنے دلونکو مطمئن کرلو نزول فتنہ و عذاب پر۔ اور بشارت ہو تمکو شمشیر تیز کی۔ اور ہمیشہ فتنہ تمہاری حال کے شامل رہیگا۔ اور تمپر ظالمین غالب اکر تمہارا استیصال کرینگے اور تمہارے مال و متاع کو ضائع اور خراب کرینگے۔ پس وای حسرت ہو تمہارے لیے اور بتحقیق کہ پوشیدہ ہوگئی ہین ان لوگون سے نیکیان آخرت کی۔ آیا تمپر ہم اسکے قبول کا التزام کرین حالانکہ تم اس سے کارہ ہو"

فاضل الدین حموی نے منتج الفاضلین مین لکھا ہے کہ "دو کمیت شاعر کہتا ہے کہ "مین نے قصیدہ عینیہ کہہ لیا تو ایکرات حضرت علی کو اپنی خوابمین دیکہا کہ مجہسے فرماتے ہین قصیدہ عینیہ کو پڑہ۔ مین نے وہ قصیدہ پڑہا مگر جب اس بیت پر پہونچا سہ ویوم الدوح دوح غدیر خم؛ ابان لہ الولایۃ لو اضیعا؛ یعنی کہ روز غدیر مین ظاہر کیا پیغمبر خدا نے واسطے علیؑ کے ولایت کو۔ کاش فرمانبرداری اسکی لوگ کرتے"

تو حضرت علی نے فرمایا سہ ولم ار مثل ذاک الیوم یوماً؛ ولم ار مثلہ حقاً اضیعا؛ حاصل جسکا یہ ہے کہ "نہ دیکہا مینے اُس دنکی مثل کوئی دن۔ اور نہ دیکہا مین نے کوئی حق مثل اُس حقکے ضائع ہوتا ہوا"

سبط ابن جوزی نے بہی اس خواب کو معہ اُس بیت کی جو کمیت نے کہی ہے اور جو حضرت علیؑ نے فرمایا ہے نقل کیا ہے"

و از کتاب تحفہ نقل کردہ است از امام محمد باقر علیہ السلام کہ حضرت علیؑ جناب فاطمہؑ را سوار کردہ در شب بخانہائے انصار رفت [illegible] قبول نکردند و گفتند کہ اے دختر رسول خدا ما بہ این مرد بیعت کردہ ایم اگر پسر عم تو پیشتر این سخن را میگفت ما از و بدیگری عدول نمیکردیم۔ علیؑ گفت مَن

رسول خدا را آزردہ در خانہ میگذاشتم و پیش از تجہیز او بطلب خلافت می آمدم فاطمہ گفت علی آنچہ کرد خوب کرد و آنہا کردند کاری کہ خدا از ایشان ترا خواہد داد"

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۰۹ میں ہے "اخرج البخاری عن علی انہ قال انا اول من یجثو بین یدی الرحمن للخصومة یوم القیمۃ" یعنی حضرت علی کہتے ہیں کہ اول میں ہونگا بروز قیامت مستغیث و طالب انتقام ظلم اعدا سے سامنے خدا کے"

اخرجہ دیلمی یہ جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز میری بیٹی فاطمہ اٹھیگی اور انکے پاس خون کا بھرا ہوا کپڑہ ہوگا۔ عرش کے پایہ کو پکڑ کے کھیگی اے عادل انصاف کر درمیان میرے اور میرے بیٹے کے قاتل کے۔ پس حکم دیا جائیگا حسب منشاء میری بیٹی کے۔ کعبہ کے رب کی قسم ہے۔

درزمان بنی امیہ و غیرہم ظلمے بر آل نبی رفتہ این ہمہ فرع ظلم خلیفہ صاحبان است اگر خلافت کہ حق علی بن ابیطالب است غصب نمی شد نوبت باین حد نمی رسید و دستے کہ بر جناب امام حسین رفتہ و ہتک حرم محترم او گردیدہ بانی مبانی آن حضرت خلیفہ ثانی صاحب اند زیرا کہ خلافت یزید فرع خلافت معاویہ است و خلافت معاویہ فرع خلافت عثمان است کہ بدعوی خون او از امیر المومنین علی محاربہ و مقاتلہ میکرد۔ و خلافت عثمان فرع خلافت عمر است و ہمچنین بودہ است۔ چنانچہ بلاذری کہ از علماء اہلسنت است در تاریخ خود مینویسد "لما قتل ذبیح اللہ الحسین بن علی کتب عبد اللہ بن عمر الی یزید ابن معاویہ۔ اما بعد فقد عظمت الرزیۃ و جلت المصیبۃ حدث فی الاسلام حدث عظیم ولا یوم کیوم الحسین"

فکتب الیہ یزید۔ اما بعد یا احمق فانا جئنا الی بیوت مجلدۃ وفرش ممہدہ ووسائد منضدۃ فقاتلنا عنہ فان یکن الحق لنا فنحن بحقنا قاتلنا وان یکن الحق لغیرنا باہوک اول من سن ہذا واستاثر بالحق علی اہلہ"

ملخص انکہ "ہرگاہ مقتول شد ذبیح اللہ الحسین بن علی علیہم السلام عبداللہ بن عمر بہ یزید نوشت اما بعد پس تحقیقکہ مصیبت بزرگ واقع شد وحدیثے عظیم در اسلام حادث شد ونیست روزے مثل روز حسینؑ یعنی حسین را قتل کردی نہایت بدکردی" پس نوشت یزید بن معاویہ در جواب ابن عمر۔ اما بعد یا احمق بدرستیکہ ما آمدیم بسوئے خانہائے تیار وفرش گسترده وتکیہ ہائے تہ بتہ نہادہ پس مقاتلہ کردیم۔ پس اگر حق برائی ما است پس ما برائے حق خود مقاتلہ کردیم۔ واگر حق برائے غیر ما است پس پدر تو است کہ اول این طریقہ را بنیاد نہاد واستبداد نمود بحق براہل او۔ یعنی بخودی خود حق را از اہل او گرفت"۔ فقط

حضرت علیؑ کے تقاعد اور انکے احتجاج واستشہاد واستحقاق کے مضامین سے اسفار معتبرہ پر ہیں چنانچہ جناب مولوی حافظ ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی اپنی کتاب رویاء صادقہ میں لکھتے ہیں کہ "اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ حضرت علیؑ خلافت کے دعویدار ضرور تھے اور کیون نہوتے۔ پیغمبر صاحب کے بعد داماد کہو۔ بیٹا کہو۔ بھائی کہو۔ یہی سب تھے"

"ابن عبدربہ کہ از مشاہیر ایشان است گفتہ است کہ علیؑ و عباس در خانہ فاطمہ نشستند و ابوبکر بعمر گفت کہ اگر اباکنند از آمدن با ایشان قتال کن پس عمر آتشے برداشت و آمد کہ خانہ را بسوزاند۔ فاطمہ گفت اے پسر خطاب آمدہ کہ خانہ ما را بسوزانی گفت بلے۔"

و محمد بن مسلم بن قتیبہ کہ از اعظم علماء و مورخین اہل سنت جماعت است قصہ سقیفہ را در تاریخ خود روائت کردہ است تا آنکہ گفتہ است چون خبر با ابوبکر رسید کہ جمعے تخلف از بیعت او کردہ اند و در خانہ علیؑ جمع شدہ اند عمر را بسوئے ایشان فرستاد و انہا را طلبید۔ چون اباکردند از آمدن عمر ہیزم طلبید و گفت بحق خدا ے کہ جان عمر در دست او۔ یا بیرون می آئید یا خانہ را با ہر کہ درانست می سوزانم۔ مردم گفتند فاطمہؑ درین خانہ است گفت ہر چند کہ او باشد میسوزانم پس ہمہ بیرون آمدند و بیعت کردند مگر علیؑ کہ گفت سوگند یاد کردہ ام کہ تا قرآن را جمع نہ کنم از خانہ بیرون نیایم۔ پس حضرت فاطمہؑ بر در خانہ ایستاد و گفت من قومی بیحیاتر و بدکردار تر از شما ندیدہ ام جنازہ رسول خدا را در پیش ما گذاشتید و بدون مصلحت ما متوجہ غارت خلافت شدید۔ پس عمر نزد ابوبکر آمد و گفت علیؑ را کہ تخلف از بیعت کردہ است چنین در خانہ میگذاری۔ ابوبکر قنفذ را گفت برو و علیؑ را بیاور۔ قنفذ رفت و گفت کہ خلیفہ رسول اللہؐ ترا میطلبد۔ حضرت فرمود چہ زود دروغ بر رسول خدا بستند۔ چون این خبر را آوردند گفت برو و بگو کہ امیر المومنین ترا می طلبد۔ چون این را گفت حضرت فرمود سبحان اللہ امرے را دعوی میکند کہ از و نیست۔ چون قنفذ این جواب آورد پس عمر برخاست و جمعی را باخود برداشت و بدر خانہ فاطمہؑ آمد و در را کوبید۔ چون حضرت فاطمہؑ صدائے ایشان را شنید گریان شد۔ و صدا بلند کرد یا رسول اللہؐ ما چہ کشیدم بعد از تو

از پسر خطاب و پسر ابو قحافہ۔

چون مردم صدائے گریۂ آنحضرت را شنیدند گریان برگشتند۔ و نزدیک بود کہ دلہائے ایشان شگافتہ و جگرہائے ایشان پارہ پارہ شود۔ عمر با جمعی ماندند تا علی را بدر آوردہ بہ نزدیک ابوبکر رسانید۔ پس با او گفت کہ بیعت کن گفت اگر نکنم چہ خواہید کرد۔ گفتند بخدا سوگند کہ گردنت را بزنیم علی گفت پس بندۂ خدا و برادر پیغمبر را خواہید کشت عمر گفت بندۂ خدا بلی اما برادر رسول نے و ابوبکر ساکت بود و سخن نمی گفت۔ عمر گفت با ابوبکر کہ در باب او چہ امر کنی۔ ابوبکر گفت من او را اکراہ نمیکنم بر امرے تا فاطمہ در پہلوے اوست۔ پس علی علیہ السلام نزد مرقد مطہر جناب رسول خدا رفت و گریان شد و فریاد کرد کہ "یا ابن ام ان القوم استضعفونی و کادوا یقتلوننی" پس عمر با ابوبکر گفت کہ بیا بریم بخانۂ فاطمہ کہ او را بغضب آوردیم۔ چون آمدند و رخصت طلبیدند فاطمہ ع ایشان را رخصت نداد۔ پس بخدمت حضرت علی ع آمدند و استدعا کردند کہ او را رخصت بطلبد۔ حضرت امیر ع از فاطمہ ع التماس کرد کہ ایشان را رخصت بدہ و جامہ را بر روئے فاطمہ ع انداختند۔ چون داخل شدند۔ حضرت رو از ایشان گردانید بجانب دیوار۔ پس سلام کردند۔ و فاطمہ جواب نفرمود۔ ابوبکر گفت اے حبیبۂ رسول خدا من صلۂ قرابت رسول ع را دوست تر میدارم از صلۂ قرابت خود۔ و من آرزو میکنم کہ کاشکے روزیکہ پدر تو مرد۔ من مے مردم و بعد از او نمی ماندم۔ آیا گمان داری کہ من ترا نشناسم و حق ترا ندانم و میراث ترا از رسول خدا ع بتو ندہم۔ من شنیدم از رسول خدا کہ فرمود ما گروہ انبیاء میراث نہ میداریم آنچہ از ما است صدقہ است" فاطمہ ع گفت من حدیثے از جناب رسول خدا نقل کنم آیا اقرار بہ آن میکنید؟ گفتند بلے۔ فرمود قسم میدہم شمارا کہ نشنیدید از آنحضرت کہ

گفت رضائے فاطمہؑ رضائے من است و سخط فاطمہ سخط من است و ہر کہ
فاطمہؑ دختر مرا دوست دارد پس بتحقیق مرا دوست دارد - و ہر کہ راضی کند
فاطمہؑ را بتحقیق کہ مرا راضی گردانیدہ - و ہر کہ بخشم آورد فاطمہؑ را بتحقیق مرا
بخشم آوردہ" گفتند بلے - شنیدیم این را از رسول خدا - فاطمہؑ گفت پس من
خدا را و ملائکہ را گواہ میگردم کہ شما مرا بخشم آوردید - و مرا خوشنود نگردانیدید
و اگر رسول خدا را ملاقات کنم شکائت شما را خواہم کرد - ابوبکر گفت پناہ میبرم بخدا
از سخط او و سخط تو اے فاطمہؑ - ابوبکر انقدر گریست برخود کہ نزدیک بود
ہلاک شود - فاطمہؑ گفت بخدا سوگند کہ نفرین خواہم کرد ترا در ہر نماز" الخ
و بلاذری کہ از محدثین و مورخین مشہور اہل سنت است روائیت کردہ
کہ چون ابوبکر علیؑ را از برائے بیعت طلبید او قبول نکرد عمر آمد و آتش آورد کہ
خانہ را بسوزاند - حضرت فاطمہؑ در در خانہ با او ملاقات کرد و گفت اے
پسر خطاب خانہ مرا برمن می سوزانی - ؟ گفت آرے"
تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۶۵ مین لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر نے عمر بن
الخطاب کو بہیجا طرف حضرت علیؑ کے اور اُن لوگو نکے پاس جو بخانہ فاطمہؑ
مجتمع ہوئے تھے تاکہ حضرت عمر جاکر اُن لوگون کو نکالدین - اسغرض سے کہ
اجماع شکست ہوجائے اور مراد اسجماعت کی برنہ آئے - اور حضرت ابوبکرؓ
حکم دیا تہا کہ اگر تمہارے حکم سے اسمیں وہ نافرمانی کرین تو پس قتل کیجو
انکو - حضرت عمر آگ لیکر چلے کہ گھر جناب سیدہ کا جلادین - اور اس مابین مین
ملاقات ہوئی جناب سیدہؑ اور حضرت عمر سے - ٹوک کر پوچھا کہ اے پسر
خطاب کدہر جاتے ہو کیا میرا گھر جلانیکو آئے ہو؟ جواب دیا کہ ہان تمہارا گھر
اور جو لوگ تمہارے گھر مین ہین"

استیعاب عبداللہ مین مذکور ہے کہ علی و عباس فاطمہ کے گھر بیٹھے تھے ابوبکر کی بیعت سے انکار کر کے۔ تو حضرت عمر ابوبکر کے حکم سے لکڑیان لیکر فاطمہ زہرا کی گھر جلانے کو گئے۔ فاطمہ نے کہا اے پسر خطاب کیا میرا گھر جلا ئیگا؟ کہا ہان۔

اور تاریخ عقد ابن عبد ربہ مین لکھا ہے کہ ابوبکر نے کہا عمر سے کہ اگر علی و عباس میری بیعت سے انکار کرین تو ان دونون کو قتل کر"

کتاب المختصر فی اخبار خیر البشر مین ہے یعنی کہ "ابوبکر نے عمر کو بھیجا طرف علی کے اور انکے ہمراہیون کے کہ انکو خانہ ہدایت کاشانہ جناب سیدہ سے نکالین اور کہا کہ اگر وہ انکار کرین تو قتل کرانکو۔ پس عمر آگ لائے کہ خانہ آنحضرت کو جلادین۔ پس جناب سیدہ انکو ملاقی ہوئین اور کہا اے عمر کدھر آئے کیا میرا گھر جلادوگے؟ حضرت عمر نے کہا ہان"

اور کتاب توضیح الانوار مین ہے .... کہ عمر آگ لائے علی کے گھر جلانیکو اور مروی ہے کہ فاطمہ کو تازیانہ مارا کہ باعث اسقاط جنین ہوا"

اور میزان ذہبی مین ترجمہ احمد بن محمد سری مین یون ہے "..... کہ عمر نے لکد ماری جناب سیدہ کو اُس سے اسقاط محسن ہوا" از صفحہ ۱۸۰ رسالہ ملہب النیران۔

المختصر لیجانا حضرت عمر کا آگ خانہ ہدایت کاشانہ بضعۂ رسول پر جلانے کےلئے کتاب استیعاب مین ترجمہ ابی بکر عبداللہ بن ابی قحافہ۔ اور ترجمہ عبداللہ بن عثمان ملقب بابی بکر مین۔ اور کتاب کنز العمال مین۔ اور تاریخ طبری۔ و تاریخ واقدی۔ و کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ۔ و کتاب المجالس و انفاس الجواہر۔ و جمع الجوامع سیوطی۔ اور مسعودی۔ اور شرح نہج البلاغہ مین بھی مذکور ہے۔

این ہمہ علمائے اہلسنّت والجماعت اندکہ اینقدر تحریری نمایند دجملۂ آخرہ آن کہ در آن ذکر سوختن خانہ فاطمہؑ مندرج است محذوف واسقاط نمودند۔ مگر واقدی در غرر۔ وصاحب تاریخ طبری در تاریخ خود تحریرمینمائیند کہ عمر دروازہ خانہ فاطمہؑ را آتش زدہ بسوزانید“

وابراہیم بن سعید ثقفی کہ مقبول الطرفین است از حضرت صادق علیہ السلام روائت کردہ است کہ جناب امیر المومنین بیعت ابوبکر نہ کرد تا انکہ دیدہ دود از خانہ اتش بلند شد“

اور تاریخ طبری ومنتخبات شیخ علی متقی مین لکھا ہے کہ ”حضرت عمر وقت مرنیکے کہتے تھے کہ کاش فاطمہؑ کے گھر کو ترک کرتا مین اور اُس کے دروازیکو نہ جلاتا مین“

اور کنز العمال مین ہے کہ ”ابوبکر وقت مرنے کے افسوس کرتے تھے کہ کاش دروازہ فاطمہؑ کو نکھولتا مین“

اور صحیح بخاری مین لکھا ہے کہ ابوبکر کہتے تھے بعد رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوکچھ اعمال بد مین نے کئے ہین اُنسے نجات پاجاؤن تو بہت غنیمت ہے“

اور جمع بین الصحیحین مین ابن عباس سے روائت ہے کہ ”ایکدفعہ حضرت عمر نے ایسا دم افسوس (یعنی ٹھنڈا سانس) بھرا کہ مینے جانا پسلیاں کی ہڈیان اُنکی ٹوٹ گئین۔ مین نے پوچھا کہ اے امیر المومنین کس خوف سے تمنے ایسا سانس بھرا ہے؟ تو کہا کہ تیرے اور تیرے ساتھیون کے خوف سے اگر وہ گناہ میرے بخشے جائین اور اسکے عیوض مین کوئی مجھ سے زمین واسمان کو پُر کرکے طلا دے لیوے تو اسکو مین دون (مراد ابن عباس کے ہمراہیون سے

علی بن ابیطالب ہی کہ اُن کے حقوق تلف کیے تھے)"

(اِن روایات کے علاوہ جو ہمنے اس مصیبت سیوم احراق خانہ کے بحث میں لکھے ہیں زیادہ تشریح سے دیکھنے کا شوق ہو تو دیکھو النار الموقدہ کا صفحہ ۳ جو الغامی رسالہ اصلاح جلد ۱۴ کے ساتھ شائع ہوا ہے" منہ مؤلف)

مصیبت چہارم غصب فدک ثابت و متحقق شدہ است کہ بلا ریب پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فاطمہ زہرا علیہا السلام را بحکم خدا فدک داد۔ و ابوبکر بعد وفات آنحضرت بتعدی و قہر از دست زہرا انتزاع نمودہ قابض و متصرف گردید و خلیفہ ثانی نیز درین ظلم شریک است بلکہ این ہمہ بصوابدید ایشان بود۔ چنانچہ واقدی کہ یکے از پیشوایان اہلسنت است و در حطبہ استیعاب توثیق او مذکور شدہ روائت میکند کہ چون حضرت زہرا از ابوبکر دعوی فدک وغیرہ نمود۔ واو (یعنی ابوبکر) صحیفہ در باب واگذاشت فدک وغیرہ نوشتہ داد۔ در اثنائے راہ چون از عمر ملاقات شد گفت کہ این چیست؟ آن معصومہ او را داد۔ دیدہ لعاب دہن بران انداختہ پارہ پارہ کرد۔ آن معصومہ غضبناک شد و فرمود کہ از انسان کلام نخواہم کرد چنانچہ بلفظ (سخط) در روائت موجود است"

و ہمچنین برہان الدین حلبی شافعی در سیر خود مینویسد" و سبط ابن جوزی محدث اہل سنت و جماعت کہ ابن حجر در صواعق محرقہ روایات او را مستند میگوانند و صاحب تحفہ نیز در مطاعن حضرت عمر بروائت او اعتماد کردہ است در سیرۂ خود مینویسد حاصلش انیکہ گفت علی بن الحسین رضی اللہ عنہم کہ آمد فاطمہ دختر رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بسوئے ابوبکر وقتیکہ او بر منبر بود و گفت اے ابوبکر۔ آیا کتابیکہ از جانب خدا آمدہ است یا نیکہ دختر تو وارث تو شود

ومن وارث پدر خود نشوم پس بگریست ابوبکر بیشتر گفت کہ قربان شوند پدران من بر پدر تو و فدا
شوند پدران من بر تو بعد ازان از منبر فرود آمد۔ پس نوشت برائے فاطمہؑ فدک را ؂ و داخل شد بر عمر
پس گفت چیست این؟ پس گفت ابوبکر کتابی است کہ نوشتہ ام برائے فاطمہؑ میراث اورا
از جانب پدر او۔ گفت عمر بر مسلمانان چہ بذل خواہی نمود۔ و بتحقیقکہ محاربہ میکنند
با تو عرب چنانکہ می بینی۔ بعد ازان گرفت عمرؓ از و نوشتہ مذکور را پس پارہ پارہ کرد آن را ؂

وصاحب تاریخ آل عباس کہ از معتمدین اہلسنت است در تاریخ خود
مینویسد کہ ؂ چون اولاد حسنین رضی اللہ عنہم نزد مامون رشید خلیفہ عباسی
دعوی فدک نمودند۔ مامون دو صد علماء را جمع نمودہ تاکید کرد کہ بحق و
راستی بیان کنید۔ پس ایشان بروائت واقدی و بشیر بن ولید وغیرہ
نقل کردہ اند کہ ؂ بعد فتح خیبر آیہ ؂ وات ذوالقربی حقہ نازل شد
آنحضرتؐ فرمودند کہ ذوالقربی کیست و حق آن چیست جبرئیلؑ عرض
نمودند کہ فاطمہؑ ذوی القربی است و فدک حق اوست ؂ پس رسول خدا
فدک را بفاطمہؑ داد۔ و وقتیکہ ابوبکر فاطمہؑ را از تصرف فدک مانع شد۔ آنحضرت
فرمودند کہ پدرم بمن دادہ است ابوبکر قبول نمود و خواست کہ کتابی درین باب
نوشتہ فدک را بفاطمہؑ باز دہد۔ عمر بن الخطاب گفت کہ از فاطمہؑ بینہ طلب کن
پس ابوبکر بینہ طلب کرد۔ آنحضرت امیر المومنین علیؑ و ام ایمن و اسماء بنت
عمیس را بگواہی آوردند۔ پس ابوبکر بر طبق آن کاغذے نوشت تا فاطمہؑ متصرف
حق خود شود۔ پس عمر نزد ابوبکر آمد و صحیفہ را گرفتہ آن نوشتہ را محو ساخت و
گفت فاطمہؑ زنے است و علی ابن ابیطالبؑ شوہر او۔ و غرضش طلب نفع است
از برائے خود۔ بمجرد شہادت دو زن اعتبار ندارد۔ ابوبکر نیز قبول نمود ؂
پس زیادہ ازین چہ مصیبت و ستم رانی خواہد بود کہ جگر پارہ رسول خدا را کہ

در وجوب مودّۃ اُو قرآن مجید نازل است و جناب رسولؐ در بارہ رعایت حقوق او تاکید بلیغ فرمودہ بودند از انتزاع و غصب حق او مبالاتے نہ نمود و چون آن مظلومہ دعوی ہبہ کرد آن معصومہؑ را کاذبہ و مفتریہ قرار دادہ گفت کہ بر صدق دعوی خود بیّنہ بیار و ہر گاہ ان معصومہؑ بر صدق دعوی خود علی مرتضیٰؑ و حسنینؑ و اُم ایمن را گواہ آوردند آنوقت گفت کہ نصاب بیّنہ کامل نشدہ است و علیؑ شوہر او ست و حسنینؑ فرزندان او یند شہادت ایشان قبول نیست با وجودیکہ بر صداقت اقوال آن بزرگواران احادیث نبویّہ دلالت میکنند“

و صاحب تحفہ در ارتکاب تاویل باطل و انکار روایات صحیحہ بر جمیع اہل نحلہ خود تفوق جستہ روایات دعوی ہبہ فدک و ادائے شہادت را بالمرّہ انکار نمودہ میگوید کہ در کتب اہلسنّت اصلا موجود نیست و حالانکہ این روایت در اکثر کتب مشہورہ معروفہ اہل سنّت و الجماعت مثل صواعق محرقہ و ملل و نحل و جواہر العقدین و فصل الخطاب و معجم البلدان و ریاض النضرۃ و مقصد اقصیٰ و کنز العمال و تاریخ حاکم و جمع الجوامع سیوطی و شرح مواقف و نہایۃ العقول فخر رازی و مغنی قاضی القضاۃ و معارج النبوۃ وغیرہ موجود است این انکار صاحب تحفہ ناشی از کمال عصبیت است“

وائے بر وبند اری اہلسنّت و اُف بر مسلمانی ایشان کہ رعایت ادنیٰ صحابی آنقدر کہ باستدلال قرآن و حدیث او را از کذب منزّہ سازند و بمجرد دعوی تصدیق مقولہ او کنند۔ و دختر رسول خداؐ را کہ آیۂ تطہیر بطہارۃ او شاہد عدل است و آیۂ مودّت قربیٰ بر وجوب خلّت او ناطق۔ او را ملوث بکذب و افترا دانند و خاص برائے او مسئلہ فقہیہ جاری کنند